اَلنَّیِّرَۃُ الْوَضِیَّۃ شرح الْجَوْھَرَۃِ الْمَضِیَّۃ

۱۲۹۵

مع حاشیۃ

اَلطُّرَّۃُ الرَّضِیَّۃ علی النَّیِّرَۃِ الْوَضِیَّۃ

۱۳۰۵

متن

از عالم اجل مولانا سید حسین بن صالح جمل اللیل فاطمی حسینی امام وخطیب شافعیہ مکہ مکرمہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۱ھ)

شرح وحاشیۃ

از اعلٰیحضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

حج، عمرہ اور زیارت سراپا طہارت کے آداب و مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی حمدہ من بحار القدس جوھرۃ مضیۃ والصلٰوۃ والسلام علٰی من الصلٰوۃ علیہ فی سماء النور نیرۃ وضیئۃ وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین السلام علیھم علٰی تلک

الصّلوٰة طرّۃ رضیّۃ و اشهد ان لا الٰه الّا الله وحدہٗ لاشریك له و اشهد ان محمداً عبدہٗ و رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلیٰ اٰله وصحبه الیٰ یوم القیٰمة اٰمین !

امّا بعد

فقیر عبد المصطفےٰ احمد رضا غفرلہ واصلح عملہ نے زمانۂ تالیف "النیرۃ الوضیۃ شرح الجوھرۃ المضیۃ" میں اس پر بعض منہیاتِ تقییداتِ لطیفہ پر مشتمل بغرض اظہار مرام یا اتمام کلام یا ازاحتِ اوہام لکھے تھے۔ اب دیگر حواشی مفیدہ توضیحِ مسائل یا تخریجِ احادیث یا زیادتِ فوائد کو متضمن اور اضافہ کیے، مقصود اس تعلیق مختصر مسمّی بہ الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ سے صرف برادرانِ دینی کے لیے کم از کم پانسو ورق کی کتاب درکار۔ اسأل الله ان ینفع بہما و بسائر تصانیفی المسلمین ویجعلہا جمیعا حجۃ لی لاعلی یوم الدین وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین۔ شرح میں کہ کمال اختصار منظور تھا خطبۂ متن کا ترجمہ بھی نہ لکھا مگر اس میں متن ناقص رہتا ہے، لہٰذا یہاں تحریر ہوتا ہے۔

قال المصنف رحمہ الله تعالیٰ بسم الله الرحمٰن الرحیم

م : حمداً لمن انزل فرض الحج ودلنا علی سوی النہج

ت : سب خوبیاں اسے جس نے حج کا فرض اتارا اور ہمیں سب راہوں میں سیدھی راہ بتائی۔

م : ثم صلوٰۃ الله والسلام علی نبی دینہ الاسلام

ت : پھر خدا کے درود و سلام اس نبی پر جن کا دین اسلام ہے۔

م : محمد و اٰلہ الکرام وصحبہ الافاضل الاعلام

ت : یعنی محمد صلے الله تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی کرم والی آل اور بڑی فضیلت وشہرت والے یاروں پر۔

م : وبعد ذا یقول ذا الفقیر بجمال اللیل ھو الشہیر

ت : اس کے بعد کہتا ہے یہ فقیر کہ جمال اللیل کے لقب سے مشہور ہے۔

م : حسین نجل صالح اخی الہدیٰ للشافعیۃ امام مقتدیٰ

ت : حسین پسر صالح کہ صاحبِ رہنمائی تھے شافعیہ کے امام پیشوا۔

م : ھذی اتت ارجوزۃ للناسك تنفع فی معرفۃ المناسك

ت : یہ ایک رجز ہے حاجی کے لیے کہ نفع دے گی مسائل حج پہچاننے میں۔

ش : ناسك کے اصل معنی عابد و قربانی کنندہ، یہاں حاجی مراد ہے کہ حج عمدہ عبادات سے ہے اور وجوباً یا استحباباً قربانی پر مشتمل، اور رجز ایک قسم نظم یا نثر مسجع کی ہے علی اختلاف العروضیین فیہ۔

م : سمّیتہا الجوھرۃ المضیّۃ — تضحی بہا نفس الفتی وضیّۃ

ت : میں نے اس کا جوہرہ مضیہ نام رکھا، مردانِ راہِ علم کی جان اس سے روشنی پائے گی۔

م : مؤمّلا من ربّی القبولا — بہ انال الفوز والمامولا

ت : اپنے رب سے قبول کی تمنا کرتا ہُوا میں اسی سے پاؤں گا فلاح ومراد۔

م : من عندہ التوفیق للصواب — ونحوہ المرجع فی المآب

ت : اسی کے پاس ہے راستی کے سامان درست فرمانا اور اسی کی طرف ہے انتہا میں پلٹ جانا۔

م : مقدمۃ فی وجوب الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی فرض الحجۃ، واوضح المحجّۃ[1]، والصلٰوۃ والسلام علٰی نبیّہ الذی اقام الحجۃ، فقوّم اقوامًا معوّجۃ[2]وعلٰی اٰلہ وصحبہ الذین اظہروا زقاق[3] الدین وفجّۃ[4]، حتی وقعت بالسمٰوٰت من لجّۃ[5] مدائحہم رجّۃ[6] واشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما تلاطم الامواج فی لجّۃ[7]۔

بعد حمد وصلٰوۃ کے واضح ہو کہ جب توفیقِ الٰہی وعنایتِ واعانتِ حضرت رسالت پناہی علیہ الصلٰوۃ والسلام الغیر المتناہی نے دستگیری فرمائی اور ۱۲۹۵ھ میں فقیر ابالفقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی غفرلہ ماحنی کو بہمراہی رکاب، سعادت انتساب، حضرت افضل المحققین، اشمل المدققین، حامی السنۃ السنیۃ، ماحی الفتن الدنیۃ، خدمت والدم، قبلۂ اعظم حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی مدظلہم العالی مدی تعاقب الایام واللیالی، خلف حضرت قدوۃ العارفین، زبدۃ الفاضلین، حجۃ اللہ فی الارضین، معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم حضرت مولانا محمد رضا علی خاں صاحب قادری قدس سرہ العلی، نعمت حاضری بلدہ معظمہ مکہ مکرمہ زادہا اللہ تعالٰی شرفًا وتکریمًا ہاتھ آئی، حُسنِ اتفاق سے ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام وخطیب شافعیہ سے مقامِ ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کے

---

[1] راہ راست ۱۲

[2] من الاعوجاج کج وناراست ۱۲

[3] بالضم کوچہ وراہِ تنگ

[4] بفتح راہ کشادہ وفراخ والمراد بہما ظواہر الدین ودقائقہ ۱۲

[5] شور وغوغا وآواز ۱۲

[6] لرزہ ۱۲

[7] میان دریا وقعرِ دریا ودریائے ژرف والمراد احد الطرفین ۱۲ منہ غفرلہ

قریب کہ فقیر رکعاتِ طواف اور وہ جناب امامتِ نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجب بزرگ خوش اوقات و بابرکات ہیں، اکثر عرب و جاوہ و داغستان وغیرہا بلاد نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرفِ بیعت و سلسلۂ تلمذ سے مستفیض ہیں، اول نماز میں حد[1] سے زیادہ تلطف فرمایا، فقیر کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیے دولت خانہ تک کہ نزدیک بابِ صفا واقع ہے لے گئے اور تا قیام مکۂ معظمہ حاضری کا تقاضا فرمایا، فقیر حسبِ وعدہ حاضر ہوا، مسائلِ حج میں ایک اُرجوزہ اپنا مسمّٰی بالجوہرۃ المضیۃ فقیر کو سُنایا، پھر فرمایا کہ اکثر اہل اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے، ایک تو زبان عربی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی ہیں، میں چاہتا ہوں تو اس کی بزبانِ اردو تشریح اور اس میں مذاہبِ حنفیہ کی توضیح کر دے۔ فقیر نے باعثِ اجرِ جزیل اور ثوابِ جمیل سمجھ قبول کیا اگرچہ وہاں فرصت نہ تھی نہ کتابیں پاس۔ روزِ اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیلِ مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے۔ جب بطورِ انموذج حاضر کیے جناب مولانا نے فرمایا: میرا مقصود تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع و متمتع ہوتے ہیں صرف ہمارے کلام کا ترجمہ[2] و خلاصۂ مطلب اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو اُن کا بیانِ مذہب ہو جائے۔ فقیر نے امتثالِ امر لازم اور یہی امر فرصتِ حاصلہ کے ملائم دیکھ کر بتاریخ ہفتم ذی الحجہ روز جہاں افروز دوشنبہ یہ مختصر جملے لکھ دیے اور النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ سے ملقب کیے اگرچہ بعض[3] ضروریات پر بھی مشتمل نہیں مگر حسبِ استدعائے مصنف ہے اور بیانِ مذہب حنفیہ میں اختیار راجح اور ترکِ[4] مرجوح کے ساتھ "تصنیف" "م" سے مراد متن ہے اور "ت" ترجمہ "ش" شرح

---

[1] حالانکہ اس وقت کوئی تعارف نہ تھا وہ تو فقیر کو کیا جانتے، فقیر نے بھی اس سے پہلے انھیں نہ دیکھا تھا پھر جو کچھ کلمات انھوں نے فرمائے فقیر دنیا و آخرت میں ان کی برکات کی امید رکھتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

[2] حسب الارشادِ مصنف بیان مذہب شافعیہ میں صرف ترجمہ و شرح متن پر قناعت کی تنقیح و ترجیح سے غرض نہ رکھی اگرچہ مکۂ معظمہ میں اس کا عمدہ سامان مہیا تھا، کتبِ شافعیہ بکثرت ملتیں مگر اس میں ایک تو دیر ہوتی دوسرے مقصودِ اصلی اس شرح سے ہندیوں کا نفع تھا اُن کے اہلِ سنت عموماً حنفی، پھر مذہبِ شافعیہ کی تنقیح ہوئی نہ ہوئی ایک سی ۱۲ منہ

[3] سفرِ حرمین طیبین سے معاودت کے بعد حضرت والد علام قدس سرہٗ نے جواہر البیان شریف تصنیف فرمائی، فقیر نے اس کے بعض کلمات کا خلاصہ اس شرح کے آخر میں لکھ کر تکملہ کر دیا جس کے باعث بحمد اللہ اب یہ مختصر تحریر ضروریات پر مشتمل ہو گئی البتہ ایک جرمانہ کا بیان کہ دفتر چاہتا ہے اور محرم احتیاط رکھے تو اس کی حاجت بھی نہیں پڑتی متروک رہا ہے۔ کسی امر کی ضرورت ہو علماء سے دریافت کر سکتا ہے ۱۲ منہ

[4] مگر نادراً دو قول بھی بیان میں آئے جہاں دونوں جانب قوت قویہ تھی پھر بھی جسے اس وقت اقوٰی سمجھا بیان میں مقدم رکھا ۱۲ منہ۔

"ف" فائدہ[۱] ۔ واللہ نسأل التوفیق منہ الوصول الیٰ سواء الطریق (اور اللہ تعالیٰ سے ہی ہم توفیق کا سوال کرتے ہیں اور اسی کے کرم سے صراطِ مستقیم تک رسائی ہے ۔ ت)

م : مقدمة فی وجوب حجة الاسلام

ت : حج[۲] اسلام کے واجب ہونے میں ۔

ش : یعنی حج کب واجب ہوتا ہے اور اس کے وجوب کے لیے کیا کیا شرطیں درکار ہیں ۔

م : شروطها التکلیف والاسلام والعقل والحریة والتمام

ت : شرطیں اس کی مکلف مسلمان عاقل ہونا اور پوری آزادی ۔

ش : یعنی شرائط وجوب حج کہ جب وہ جمع ہوں حج فرض ہو جائے اور ان میں سے ایک بھی فوت ہو تو نہیں ، پانچ ہیں :

اول[۳] بلوغ ، کہ بچے پر فرض نہیں ، کرے[۴] گا تو نفل ہوگا اور ثواب اسی کے لیے ہے ۔ باپ وغیرہ مربی تعلیم و تربیت کا اجر پائیں گے ۔ پھر بعد بلوغ جب شرطیں جمع ہوں گی اس پر حج فرض ہو جائے گا ، بچپن کا حج کفایت نہ کریگا ۔

دوم اسلام کہ کافر پر ایمان لانے کے سوا کوئی عبادت فرض نہیں ، نہ اس کے ادا کیے ادا ہو سکیں ، جب مسلمان ہوگا تو سب احکام اس کی طرف متوجہ ہونگے ۔

سوم عقل ، کہ مجنون و معتوہ پر فرض نہیں ۔ معتوہ وہ جس کے ہوش و حواس درست نہ ہوں ، بہکی بہکی باتیں کرے رائے میں فساد ہو ، پھر اس[۵] کے ساتھ مارے ، گالیاں دے تو مجنون ہے ۔

ع۱ "ف" وہاں آئی جہاں کوئی تازہ بات لکھی یا قولِ متن پر کچھ کلام کیا یا مذہب حنفیہ کا خلاف بتایا ۱۲ منہ

ع۲ حج اسلام حج فرض کو کہتے ہیں یعنی پہلا حج کہ مکلف ادا کرے ۱۲ منہ

ع۳ قیدِ عقل خود مفادِ عبارت ہے ظاہر ہے کہ اس کا حج کرنا جبھی کہیں گے کہ اتنی سمجھ رکھتا ہو اور بے سمجھ بچے کی عبادت کچھ معتبر نہیں ، نہ وہ فرض ہو نہ وہ نفل واللہ تعالٰے اعلم ۱۲ منہ

ع۴ یعنی یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ پاتے ہیں انھیں نہیں ہوتا ، غلط ہے ، بلکہ عبادت کا ثواب انھیں اور تعلیم و تربیت کا انھیں ۱۲ منہ ۔

ع۵ ھذا احسن ماقیل فی الفرق بینھما شامی عن البحر ۱۲ منہ (م)

دونوں میں فرق کی بابت اقوال میں سے یہ احسن ہے' یہ شامی نے بحر سے نقل کیا ہے (ت)

چہارم پوری آزادی، کہ مکاتب و مدبر و امّ ولد[1] پر فرض نہیں جب تک کامل آزاد نہ ہوں۔ ہاں کرلیں گے تو نفل ہوگا۔ پھر بعد آزادیٔ کامل اجتماعِ شرائط ہُوا تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا۔

ف: مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا میں نے تجھے مال پر مکاتب کیا یا اتنا مال مقرر کیا کہ مال لادے تو آزاد ہو، اور غلام نے قبول کرلیا، اسے عقدِ کتابت کہتے ہیں اور اس غلام کو مکاتب۔ اور جو کہا تو میرے بعد آزاد ہے تو یہ مدبّر ہُوا، اور جو کنیز اپنے مولیٰ کے نطفے[2] سے بچّہ[3] جنے وہ اُمِ ولد ہے، ان سب کی غلامی میں ایک طرح کا فرق آجاتا ہے پر حج فرض ہونے کو پُوری حرّیت درکار ہے۔

ف: مکلّف عاقل بالغ کو کہتے ہیں تو بعد ذکرِ تکلیف ذکرِ عقل کی حاجت نہ تھی پر جناب مصنّف نے فرمایا میری مراد تکلیف سے صرف بلوغ ہے۔

ف: کافروں پر ایمان کے سوا اور عبادتیں فرض ہونے میں علماء کو اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک فرض ہیں اور یہی مذہب علمائے عراقیین[4] کا ہے اور یہی معتمد[5] و راجح تر ہے۔ فقیر کہتا ہے اس تقدیر پر اسلام کو

عـــہ۱ یونہی معتق البعض ۱۲ منہ

عـــہ۲ اشارۃ الی انہ لایشترط تحبلھا بجماع المولیٰ حتی لو استدخلت منیہ فی فرجھا فحبلت و ولدت صارت ام ولد[1] کما فی الدر ۱۲ منہ (م)

ام ولد بننے کے لیے مالک کے جماع سے حاملہ بننا شرط نہیں بلکہ کسی طرح مالک کی منی کو اپنی شرمگاہ میں ڈالنے سے حاملہ ہوجائے تو بھی ام ولد بن جائیگی جیسا کہ دُر میں ہے ۱۲ منہ

عـــہ۳ عند اللہ اسی قدر سے ام ولد ہوجاتی ہے کما فی الدر، ہاں قضاءً پہلی بار مولیٰ کا اقرار بھی شرط ہے یعنی وُہ کہے کہ یہ بچہ میرا ہے، جس کنیز کے لیے ایک دفعہ اقرار کرلیا دوسرے بچے میں قضاءً بھی یہ اقرار شرط نہ رہا البتہ نفی سے منتفی ہوجائے گا اگر زمانہ دراز تک ساقط نہ رہا ہو کہ فراش متوسط ہے قوی نہیں ۱۲ منہ

عـــہ۴ مشائخِ سمرقند اصلاً فرض نہیں مانتے، ائمۂ بخارا فرماتے ہیں اُن پر فرائض کا اعتقاد فرض ہے ادا فرض نہیں، منار میں اسی کو صحیح کہا۔ ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ سمرقندیوں کے نزدیک کافروں پر صرف ترکِ ایمان کے سبب عذاب ہوگا، بخاریوں کے نزدیک فرائض کے نہ ماننے پر بھی عراقیوں کے نزدیک اُن کے بجانہ لانے پر بھی ۱۲ منہ غفرلہ

عـــہ۵ علامہ ابن نجیم و محقق علائی نے فرمایا:

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] درمختار باب الاستیلاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸۷

شرطِ وجوب[1] ٹھہرانے میں تامل ہے بلکہ شرطِ صحت[2] ادا ہے، مگر یہ کہا جائے کہ وجوب سے مراد وہ وجوب ہے جس کے باعث دنیا میں مواخذہ ہوسکے کہ کفار پر ترکِ فرائض میں احتساب نہیں نترکھم وما یدینون فافھم (ان کے دین کے معاملہ میں ان سے تعرض نہ کریں گے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

ص: ثم استطاعۃ السبیل شرطھا فلیك بالحفظ لھدی ضبطھا

ت: پھر راہ پر قدرت شرطِ حج ہے۔ پس چاہئے کہ انھیں حفظ کرکے خوب خیال میں رکھا جائے۔

ش: یعنی شرطِ ششم استطاعت ہے کہ علاوہ مصارفِ ضروری کے اس قدر مال کا مالک ہو جو مکہ تک اپنی خواہ کرایہ کی سواری میں کھانے پہننے کا متوسط صرف کرتا جائے اور حج کرکے اسی طرح لوٹ آئے اور ضروری مصارف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وھو المعتمد لان ظاھر النصوص یشھد لھم وخلافہ تاویل[1] (م)

یہی معتمد علیہ ہے کیونکہ نصوص کا ظاہر اسی پر گواہ ہے اور اس کا خلاف تاویل ہے۔ (ت)

قرآن مجید میں صاف ارشاد ہوا:

ما سلککم فی سقر ○ قالوا لم نك من المصلین ○ ولم نك نطعم المسکین ○ وکنا نخوض مع الخائضین ○ وکنا نکذب بیوم الدین ○ حتی اتانا الیقین[2] ۱۲ منہ (م)

تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچایا، اُنھوں نے کہا ہم نمازی نہ تھے اور مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتے اور سازشیں کرنیوالوں کے ساتھ شریک ہوکر ہم بھی حصہ لیتے، اور ہم یوم جزا کا انکار کرتے یہاں تک کہ موت آگئی ۱۲ منہ (ت)

عہ کہ اس مذہب صحیح پر وجوب درکنار وجوب ادا ہے لہذا شرائط مرسوم یعنی صحت ادا کی طرف عدول کیا ۱۲ منہ

عہ۲ اقول بل لك ان تقول لما لم یکن الکافر من اھل النیۃ والنیۃ شرط الصحۃ کان الاسلام مندرجا فیھا لاشرطا بحیالہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (م)

میں کہتا ہوں، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافر جب نیت کرنے کا اہل نہیں جبکہ نیت صحتِ حج کے لیے شرط ہے تو یوں اسلام کا شرط ہونا پایا گیا، علیحدہ شرط نہ سہی، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] کشف الاستار حاشیہ درمختار حاشیہ نمبر ۳ کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۶۰

[2] القرآن ۷۴/ ۴۲ تا ۴۷

جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، گھر کا اثاثہ، اہل وعیال کا نفقہ، قرضخواہوں کا قرض، پیشہ ور کو آلاتِ حرفہ، سوداگر کو اتنی پونجی جس سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی کفایت کے لائق کما سکے، طالب علم کے لیے ضروری دینی کتابیں[ع] اور جنھیں سواری ہتھیار کی حاجت ہو ان کے لیے یہ بھی۔

ف : یہ استطاعت حج کے مہینوں میں درکار ہے یعنی شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ، اور جو دُور کے ساکن ہیں کہ پہلے سے چلتے ہیں تو جب اس شہر کے لوگ جائیں ورنہ اس سے پہلے اگر استطاعت تھی اور یہ وقت نہ آنے پایا کہ جاتی رہی تو حج[ع] فرض نہ ہوگا۔

ف : ہمارے امام کے نزدیک تندرستی شرط ہے یعنی بدن میں وہ آفت نہ ہو جو سفر سے معذور کردے جیسے اپاہج، مفلوج، اتنا بُوڑھا کہ سواری پر نہ ٹھہر سکے، مگر صاحبین فرماتے ہیں ان پر حج بدل کرانا فرض ہے۔

م : ## صفة الاحرام

ش : یعنی احرام کی کیفیت اور اس کے سنّت و فرض کا بیان

م : تجرّدٌ عن المخیط واجب لِمُحْرِمٍ من غیر عذرٍ لازب

ت : سِلے کپڑے اتارنے واجب ہیں احرام والے پر اگر کوئی عذر لاحق نہ ہو[ع]۔

ف : اگر کسی عذر کے سبب سِلا کپڑا پہن لے گا تو گنہ گار نہ ہوگا ورنہ کفارہ تو ہر حال دینا لازم آئے گا۔

م : کذالک الاحرام فی ثوبین غیر مخیطین منظفین

ت : یُونہی احرام دُو کپڑوں میں ہے بے سِلے پاک ستھرے۔

ش : یعنی جب احرام چاہے سِلے کپڑے، عمامہ، ٹوپی، موزے اتارے۔ چادر، تہبند بے سلی اوڑھے باندھے۔

ع منطق فلسفہ کی کتابیں اس میں داخل نہیں ۱۲ منہ

ع یعنی جس سال استطاعت ہوئی اُسی سال وقت آنے سے پہلے جاتی رہی ورنہ اگر ایک سال وقت تک باقی تھی تو حج فرض ہو چکا اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ دُوسرے برس وقت سے پہلے استطاعت زائل ہو جائے ۱۲

ع اللازب اللازم ولا یشترط لزوم العذر بل وجودہ حین ارتکاب المحظور فلذا فسرہ باللاحق ۱۲ منہ (م)

لازب، لازم کو کہتے ہیں، جبکہ عذر کا لزوم نہیں بلکہ ممنوع کے ارتکاب کے وقت اس کا وجود شرط ہے اسی لیے اس کی تفسیر میں لاحق کہا ہے ۱۲ منہ (ت)

ف: نئے سفید ہوں تو بہتر ورنہ دُھلے اُجلے، اور ان میں رفو یا پیوند بھی اچھا نہیں، پر جائز ہے، اور ہمیانی یا تلوار کے پرتلے کا ڈر نہیں۔

م: ينوي اداء النسك بالجنان وفضله في القول باللسان

ت: نیت کرے حج یا عمرہ کی دل سے اور زیادہ خوبی زبان سے کہنے میں ہے۔

ش: یعنی جامۂ احرام پہن کر اب جو کچھ ادا کیا چاہتا ہے (حج خواہ عمرہ خواہ دونوں) اس کی نیت دل سے کرے اور زبان سے بھی الفاظِ نیت کہنا بہتر ہے، مثلاً الٰہی! میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کر اور قبول فرما۔

م: مُلَبِّيًا جهرا من الميقات وذاكرا الله في الحالات

ت: لبیک کہتا ہُوا باآواز میقات سے اور خدا کی یاد کرتا ہُوا مختلف حالوں میں۔

ش: میقات اُن مقاموں کو کہتے ہیں جو شرع مطہر نے احرام کے لیے مقرر کیے ہیں کہ باہر سے[1] مکہ معظمہ کا قصد کرنے والے کو بے احرام ان مقاموں سے آگے بڑھنا حرام ہے۔ ہندیوں کو وُہ جگہ سمندر میں آتی ہے جب کوہ یلملم کی سیدھ میں پہنچتے ہیں۔

ف: رکن احرام کے صرف دو ہیں، دل سے نیت اور اس کے ساتھ زبان سے وُہ ذکر جس میں اللہ تعالٰی کی تعظیم ہو، خواہ لبیک یا کچھ اور مثل سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر یا اللّٰھم[2] اغفرلی وغیر ذالک۔ جب یہ دونوں باتیں پائی گئیں[3] احرام بندھ گیا اور جو کچھ مُحرم پر حرام تھا

---

[1] باہر سے مکہ مکرمہ کا قصد اس لیے کہا کہ اگر آفاقی یعنی باہر والا میقات کے اندر کسی مکان مثل جدہ یا خلیص کا قصد کرکے میقات میں داخل ہو جائے تو اب آفاقی نہ رہا میقاتی ہو گیا اسے وہاں سے مکہ معظمہ میں بے احرام جانا جائز ہے ۱۲ منہ

[2] اشارة الى انه لا يشترط كون الذكر خالصا كما في تحريمة الصلوة بل يكفي مطلقا ولو مشوبا بالدعاء هو الصحيح[1] كما في المسلك المتقسط ۱۲ منہ
اس میں اشارہ ہے کہ خالص ذکر شرط نہیں ہے جیسا کہ نماز کے تحریمہ میں ہوتا ہے بلکہ دُعائیہ کلمات بھی ملے ہوں تو صحیح ہے جیسا کہ مسلک متقسط میں ہے ۱۲ منہ

[3] احرام کبھی تقلید وسوقِ بدنہ سے ہوتا ہے مگر اس کے بیان میں طول تھا اور ہندیوں میں اس کا رواج نہیں لہذا اسی پر اکتفا کیا گیا ۱۲ منہ

---

[1] مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب الاحرام دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۰

حرام ہوگیا پر لبیک کہنا سنت[1] اور محرم کے لیے ہر ذکر سے بہتر ہے، جہاں تک ہو سکے اس کی کثرت کرے۔ اس کے

ع وقع فی اللباب ان التلبیة مرة فرض[1] وفی النھر والدر انھا مرة شرط[2] قال القاری وھو عند الشروع لاغیر[3] لکن التحقیق ان الفرض والشرط انما ھو مطلق الذکر لاخصوص التلبیة کما حققه فی البحر قال وقول من قال انھا شرط مراده ذکر یقصد به التعظیم لاخصوصھا[4] وتمامه فی ردالمحتار اقول و قدنص فی اللباب قبیل ما مران کل ذکر یقصد به تعظیم الله سبحانه یقوم مقام التلبیة[5] اھ وفیه فی صدر باب الاحرام شرائط صحته الاسلام والنیة والذکر او تقلید البدنة[6] اھ ثم عد من سننه تعین التلبیة قال القاری ھناك التلبیة اوما یقوم مقامھا من فرائض الاحرام عند اصحابنا[7] اھ وفی الدر یصح الحج بمطلق النیة ولو بقلبه

لباب میں مذکور ہے کہ تلبیہ ایک مرتبہ فرض ہے، اور نہر اور در میں ہے کہ ایک بار شرط ہے۔ ملّا علی قاری نے کہا کہ یہ صرف شروع میں ہے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ فرض اور شرط تلبیہ نہیں بلکہ مطلقاً ذکر ہے جیسا کہ بحر میں اس کی تحقیق ہے انھوں نے کہا کہ جس نے کہا تلبیہ شرط ہے اس کی مراد یہ ہے کہ تعظیم پر مشتمل ذکر نہ کہ خاص تلبیہ، مکمل بحث ردالمحتار میں ہے اقول لباب میں تصریح ہے کہ جو ذکر تعظیم پر مشتمل ہو وہ تلبیہ کے قائم مقام ہوتا ہے اھ اسی میں باب الاحرام کے شروع میں ہے کہ احرام کے صحیح ہونے کی شرط اسلام، نیت، ذکر اور بدنہ کے گلے میں قلادہ باندھنا ہے اھ پھر اس کی سنتوں میں تلبیہ کو ذکر کیا، ملا علی قاری نے کہا کہ یہاں تلبیہ یا اس کے قائم مقام احرام کے فرائض ہیں ہمارے اصحاب کے ہاں اھ در میں ہے کہ حج، مطلق نیت خواہ صرف دل سے

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] لباب المناسک مع ارشاد الساری — فصل وشرط التلبیة الخ — دار الکتاب العربی بیروت — ص ۷۰

[2] درمختار — فصل فی الاحرام — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۶۳

[3] مسلک متقسط مع ارشاد الساری — فصل وشرط التلبیة الخ — دار الکتاب العربی بیروت — ص ۷۰

[4] بحرالرائق — باب الاحرام — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۲/۳۲۲

[5] لباب المناسک مع ارشاد الساری — فصل وشرط التلبیة الخ — دار الکتاب العربی بیروت — ص ۷۰

[6] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 — ص ۶۲

[7] مسلک متقسط 〃 〃 — باب الاحرام — 〃 〃 〃 — ص ۶۲

الفاظِ مسنونہ یہ ہیں:

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ[ع] ط لَاشَرِیْكَ لَكَ ط۔

میں تیرے دربار میں حاضر ہوگیا الٰہی! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوگیا، میں حاضر ہوگیا ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوگیا ہوں، بلاشبہ تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں (ت)

صبح و شام کے وقت اور ہر نماز کے بعد اور بلندی پر چڑھتے، پستی میں اُترتے، دوسرے قافلہ سے ملتے، ستاروں کے ڈوبتے نکلتے کھڑے ہوتے، بیٹھتے، چلتے، ٹھہرتے، غرض ہر حالت کے بدلتے زیادہ کثرت کرے۔

ف: احرام کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ غسل کرے، بدن سے مَیل اتارے، ناخن ترشوائے، خط بنوائے، مُوئے بغل و زیرِ ناف دُور کرے، سر مُنڈانے کی عادت ہو تو مُنڈائے ورنہ کنگھی کرے، تیل ڈالے، بدن میں خوشبو لگائے، پھر جامہ احرام پہن کر دُو رکعت نماز بہ نیت سنت احرام پڑھے۔ پھر وہیں قبلہ رُو بیٹھا دل و زبان سے نیت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لکن بشرط مقارنتھا بذکر یقصد به التعظیم اھ فانکشف الغطاء والحمد للّٰه رب العالمین ۱۲ منہ (م)

ہو، صحیح ہوجاتا ہے بشرطیکہ نیت کے ساتھ کوئی ایسا ذکر ہو جس سے تعظیم مقصود ہو اھ، تو اس سے پردہ چھٹ گیا والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ (ت)

ع: قوله الملك استحسن الوقف علیه لئلا یتوهم ان ما بعده خبره[۲] شرح اللباب ونقل بعضهم انه مستحب عند الائمة الاربعة[۳] اھ رد المحتار، اقول ولم یجب لان المعنی الموهم ایضا صحیح فی نفسه وان لم مرادا ۱۲ منہ (م)

لفظ "الملک" پر وقف بہتر ہے تاکہ مابعد کے خبر ہونے کا احتمال پیدا نہ ہو، شرح لباب، اور بعض نے نقل کیا ہے کہ یہاں وقف، ائمہ اربعہ کے ہاں مستحب ہے، رد المحتار، اقول یہ وقف واجب نہیں کیونکہ بعد کے ساتھ ملانے سے جس معنی کا وہم ہوسکتا ہے وہ بھی درست ہے اگرچہ وہ معنی یہاں مراد نہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] درمختار فصل فی الاحرام مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۶۳

[۲] مسلک متقسط مع ارشاد الساری فصل ثم یصلی رکعتین دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۹

[۳] رد المحتار فصل فی الاحرام مصطفی البابی مصر ۲/۱۶۳

کرے، بآوازتین[1] بار لبیک کہے، آسانی وقبول کی دُعا مانگے، نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

مُحرمات الاحرام

م: مُحرمات الاحرام

ت: وہ باتیں جن کا احرام میں کرنا حرام ہے

م: لبس مخیط الثیاب حرما من غیر علۃ علی من احرما

ت: سِلا کپڑا پہننا حرام ہے بے کسی بیماری یا عذر کے احرام والے پر۔

ف: واضح ہو کہ جو باتیں احرام میں حرام ہیں وُہ اگر کسی عذر سے کیں یا بھُول کر ہُوئیں تو گناہ نہیں پر ان کا جو جرمانہ مقرر ہے وُہ ہر طرح دینا ہوگا اگرچہ بے قصد واقع ہوں یا سہو سے یا مجبوری کہ یا کسی کے جبر سے یا سوتے میں یا کسی طرح اور، سِلا کپڑا احرام جب ہے کہ بطورِ معتاد استعمال میں آئے ورنہ جُبّہ یا کُرتے کا تہبند باندھا یا انگرکھا یا پاجامہ بدن پر ڈال کر سویا تو حرام نہیں اگرچہ چاہیے نہ تھا۔

م: ویحرم الطیبُ کمثل الآس ودھن شعر لحیۃ وراس

ت: اور حرام ہے خوشبو جیسے آس[2] اور تیل لگانا داڑھی یا سر کے بالوں میں۔

ف: بدن یا کپڑوں میں خوشبو[3] لگانا حرام ہے اور سُونگھنا مکروہ، اور خوشبو کا تیل اور روغنِ زیتون

عہ[1] مگر نہ حد سے زائد جس میں اذیت ہو، اور عنقریب آتا ہے کہ عورت آہستہ کہے،

ووقع فی المنسک المتوسطؔ انہ یستحب ان یرفع بہا صوتہ الا ان یکون فی مصر[1] اھ ولم ارہ لغیرہ ثم وجہہ القاری بخوف الریاء والسمعۃ اقول وفیہ نظر ظاھر ولذا قال القاریؔ ان الاظہر ان یکون یتضرر[2] فصحف علی بعض من حرر ۱۲ منہ (م)

منسک متوسط میں ہے کہ آواز بلند کرنا مستحب ہے مگر شہر میں مستحب نہیں اھ، کسی اور جگہ یہ نہیں دیکھا، پھر ملا علی قاری نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ شہر میں بلند کرنے میں ریاکاری کا خوف ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں غور کی ضرورت ہے اسی لیے ملا علی قاری نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں دوسروں کو ضرر ہے، تحریر کرنیوالے کو اشتباہ ہوگیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ[2] بفارسی درخت مورد نامند بر وزن دوست ۱۲

فارسی میں دوست کے وزن پر، مورد ایک درخت کا نام ہے (ت)

عہ[3] احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی وہ لگی رہی تو مضائقہ نہیں بعد احرام کے لگانا حرام ہے ۱۲ منہ

---

[1] منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل وشرط التلبیۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۰ و ۷۱

[2] مسلک متقسط مع ارشاد الساری " " " " " " " " ص ۷۲

اور تل کا تیل[1] اگرچہ خالص ہوں بالوں میں یا بدن میں لگانا جائز نہیں اور گھی یا چربی جائز ہے۔

م: حلق شعر ثم قلم ظفر عقد النکاح ثم صید البر

ت: اور بال مونڈنا، ناخن کترنا، عقدِ نکاح، جنگلی شکار۔

ش: یعنی سر سے پاؤں تک کسی جگہ کے بال مونڈ کر، کتر کر، نورہ سے، موچنے سے، آپ یا دوسرے کے ہاتھ سے دُور کرنا اصلاً جائز نہیں، مگر جو بال آنکھ میں نکلے۔ اور نکاح کرنا حنفیہ کے نزدیک اور دریا کا شکار[2] بالاتفاق جائز ہے۔

ف: اس کے سوا منہ[3] یا سر کو ڈھانکنا اگرچہ سوتے میں، یا کسی سے ناحق لڑنا، یا جماع کرنا، یا شہوت سے بوسہ[4] لینا، یا مساس کرنا، یا عورتوں کے آگے جماع کا تذکرہ لانا، کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو، جنگلی شکار[5] کے ہلاک میں کسی طرح شریک ہونا مثلاً شکاری کو بتانا، اشارہ کرنا، بندوق یا بارود دینا، ذبح کے لئے چھری دینا، اس کے انڈے توڑنا، پَر اکھاڑنا، پاؤں یا بازو توڑنا، اس کا دودھ دوہنا، اس کا گوشت یا

ع۱ ان دو تیلوں میں اگرچہ خوشبو نہیں ناجائز ہیں، ان کے سوا اور بے خوشبو کے تیل جیسے روغن بادام وغیرہ، درمختار سے ان کا جواز نکلتا ہے اور شرح لباب میں مطلقاً ناجائز کہا۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

ع۲ یعنی جبکہ خاص کھانے یا دوائی غرض سے ہو، یا مذہب راجح پر بطور پیشہ وحرفت بھی، ورنہ تفریحًا شکار جیسا کہ آجکل عوام میں رائج، دریا کا ہو یا جنگل کا، احرام میں ہو یا غیر احرام میں، ہر طرح حرام ہے کما فی الدرالمختار وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ ت) ۱۲ منہ

ع۳ یعنی کل منہ یا بعض، یہاں تک کہ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھے لیٹنا جائز نہیں، ہاں چت یا کروٹ سے روا ہے اگرچہ اس میں بھی رخسارے یا سر کے ایک ٹکڑے کا ڈھکنا ہُوا کہ شرع میں خاص اس کی اجازت ہے اور اس میں مرد وزن کا ایک حکم ہے یہاں تک کہ اسے منہ چھپانے کے لیے روا نہیں کہ پنکھا وغیرہ منہ پر رکھ لے بلکہ سر پر منہ سے الگ یُوں رکھے کہ آڑ ہو جائے، ہاں سر کا ڈھانکنا عورت کو احرام میں بھی ضرور ہے ۱۲ منہ غفرلہ

ع۴ یعنی اپنی عورت یا کنیز شرعی کے ساتھ بھی یہ باتیں بشہوت ناروا ہیں پھر غیر کے ساتھ دوہرا گناہ، ایک تو فعل آپ ہی ناجائز دوسرے احرام کا محظور ۱۲ منہ

ع۵ پالتو جانور جیسے اونٹ، گائے، بکری، مرغی کے ذبح کرنے، کھانے پکانے میں حرج نہیں ۱۲ منہ غفرلہ

یا انڈے پکانا، بھُوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا، جُوں کے ہلاک پر کسی طور باعث ہونا مثلاً مارنا، پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا، کپڑا اس کے مرجانے کے لیے دھونا یا دُھوپ میں ڈالنا، وسمہ[1] یا مہندی کا خضاب لگانا، بال خطمی سے دھونا، گوند وغیرہ سے جمانا سب ناجائز ہے۔ اسی طرح تمام چھوٹے بڑے گناہ کہ ہمیشہ بُرے ہیں اور احرام میں بہت زیادہ بُرے۔

م: وحکم مرأۃ کذا الکتما احرامہا فی وجہہا فلزما
ان لا تغطیہ وفی لباسہا المخیط تبقی وغطاء راسہا

ت: اور اسی طرح عورت کا حکم ہے لیکن اس کا احرام صرف چہرے میں ہے تو لازم ہُوا کہ منہ نہ چھپائے اور سِلے کپڑوں میں رہے، سر ڈھکے۔

ش: یعنی اُوپر جو باتیں گزریں ان میں عورت مثل مرد کے ہے مگر اسے سِلے کپڑے پہننا، سر ڈھکنا روا ہے صرف چہرے پر کپڑا[2] نہ آنے دے۔

ف: پردہ نشین عورت کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہُوا سامنے رکھے اور عورتیں لبیک باٰواز[3] نہ کہیں۔

---

[1] مہندی دو وجہ سے حرام ہُوئی: ایک تو خوشبو ہے، دوسرے اس کے لگانے سے بال چھُپ جاتے ہیں تو سر یا منہ کا ڈھانکنا ہُوا، اور وسمہ اگرچہ خوشبو نہیں بال چھپائے گا، پھر سیاہ خضاب ہمیشہ ناجائز ہے مگر جہاد میں، تو محرم کو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہُوا۔ حدیث میں ہے:
"جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کا منہ کالا کرے۔"[1]

دوسری حدیث میں ہے:
"وہ جنّت کی بُو نہ سُونگھیں گے۔"[2]

ہاں اگر کوئی رقیق تیل بے خوشبو جس سے بال کالے نہ ہوں لگایا جائے تو وہ اس اختلاف قاری و علائی پر ہوگا جو اُوپر گزرا، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

[2] کپڑے سے مراد ہر چھپانے والی چیز ہے، پنکھے کا مسئلہ اس پر دلیل ہے ۱۲ منہ

[3] باٰواز کے یہ معنٰی نہیں کہ چلّا کر نہ ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ ہی سُنے کسی اجنبی مرد کے کان تک نہ جائے کہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] کنز العمال محظورات الخضاب حدیث ۱۷۳۳۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۶۷۱
[2] " " " ۱۷۳۳۲ " "

م : والحج بالجماع بتاً یفسد قضاؤہ فی قابل یؤکد
مالم یکن ذا جاھلاً اوناسیاً فما علیہ ان یکون فادیاً

ت : اور حج جماع سے بے شبہ فاسد ہو جاتا ہے قضا اس کی سالِ[علہ] آئندہ میں ضروری ہوتی ہے جب تک یہ شخص ناواقف یا بُھولا ہُوا نہ ہو کر اس پر فدیہ دینا لازم نہیں۔

م : ولا فدا علی التی قد اکرھت ۔ وطئا ولا فساد فیما قد قضت

ت : اور نہ اس عورت پر فدیہ جس سے زبردستی جماع ہُوا اور نہ اس کا وہ عمل فاسد جو کر چکی۔

ش : خلاصہ یہ کہ اگر حج میں قبل تحلل اوّل[علہ۲] کہ دسویں تاریخ منیٰ میں ہوتا ہے یا عمرہ میں قبل اس سے فراغ کلی کے باختیار خود قصداً جماع کیا اور اس کی حرمت سے آگاہ بھی تھا تو وہ حج یا عمرہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر فرض ہے کہ اسے پُورا کر کے پھر اعادہ کرے اور جُرمانہ میں بُدنہ یعنی ایک اونٹ دے، اور جو بعد اس کے کیا یا حرمت نہ جانتا تھا یا بھُولے سے کر بیٹھا یا کسی کا جبر تھا تو مذہبِ اصح پر نہ حج وعمرہ فاسد ہو نہ فدیہ آئے۔

ف : یہ سب تفصیل مذہبِ شافعیہ کی تھی اور حنفیہ کے نزدیک اگر حج میں وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد، اور اسے بدستور پُورا کر کے ذبح شاۃ (بکری) واعادہ لازم، اور وقوف کے بعد کئے سے حج اصلاً فاسد نہیں ہوتا، پھر اگر حلق وطواف فرض سے بھی فارغ ہو کر کیا تو کچھ جرمانہ بھی نہیں، اور ان دونوں سے پہلے کیا تو بدنہ لازم آئیگا یعنی اونٹ یا گائے، اور دونوں کے بیچ میں واقع ہوا یعنی طوافِ زیارت کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس میں فتنہ ہے اور اپنا سننا ہرگز ذکر و قرات وکلام میں ضرور ہے اس کے بغیر فقط زبان ہلانے کا کچھ اعتبار نہیں یہاں تک کہ نماز میں قرات ایسی پڑھی کہ اپنے کان تک نہ آئے وُہ قرات نہ ٹھہرے گی اور اصح مذہب پر نماز نہ ہوگی، بہت لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہیں ۱۲ منہ

علہ یعنی اس میں یہ نہیں کہ اب فاسد تو ہو گیا ہے جب چاہیں گے قضاء کریں گے، بلکہ فوراً سالِ آئندہ ہی قضاء کرے ۱۲ منہ غفرلہ

علہ۲ دسویں کو جو رمی جمار کرتے ہیں سب کچھ حلال ہو جاتا ہے مگر عورتیں، یہ پہلا تحلل ہوا۔ پھر جب طوافِ زیارت کیا عورتیں بھی حلال ہو گئیں، یہ تحللِ آخر وتحللِ تام ہُوا۔ یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔ ہمارے نزدیک پہلا تحلل حلق سے ہوتا ہے جب تک حلق نہ کیا کوئی چیز حلال نہیں اگرچہ رمی کر چکے ۱۲ منہ

حلق سے پہلے یا بالعکس تو بکری دینی آئے گی مگر بہت علماء صورتِ عکس[1] میں بدنہ کہتے ہیں اور عمرہ میں چار طواف سے پہلے فساد ہے اور اتمام و ذبح شاۃ و اعادہ ضرور، اور چار کے بعد صرف ذبح ہے فساد نہیں ، اور ان احکام میں برابر ہے قصدًا یا بھولے سے ، باختیار خود یا جبر سے ، دانستہ یا نادانستہ ۔ واللہ تعالٰی اعلم

م : ارکان الحج

ش : یعنی حج و عمرہ کے رکن

ف : رکن شے کا وہ ہے جس سے اس کے نفس ذات کا قوام ہو جیسے نماز کے لیے رکوع ، سجود ، قیام ، قعود اور شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں یعنی حقیقت شیئ میں داخل نہ ہو پر اس کے بغیر شیئ موجود نہ ہو

عہ[1] یعنی جبکہ جماع حلق کے بعد طواف سے پہلے ہو

ففی الہدایۃ والکافی والمجمع واللباب و التنویر والدر وغیرھا ان فیہ شاۃ[1] قال فی رد المحتار ھو ما علیہ المتون ومشی فی المبسوط والبدائع والاسبیجابی علی وجوب البدنۃ وفی الفتح انہ الاوجہ لاطلاق ظاہر الروایۃ و ناقشہ فی البحر والنہر[2] اھ وکذا حکاہ فی اللباب وعلی الاول مشی القدوری وشراحہ وبالجملۃ فالموضع نزاع والاول ارفق وھذا احوط واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ ۔ (م)

تو ہدایہ ، کافی ، مجمع ، لباب ، تنویر اور دُر وغیرہ میں ہے کہ اس میں بکری لازم ہے ۔ رد المحتار میں کہا کہ اس پر متون وارد ہیں ۔ اور مبسوط ، بدائع ، الاسبیجابی اس پر بدنہ کے وجوب کے قائل ہیں ، اور فتح میں ہے کہ یہی ظاہر روایت کے اطلاق سے موافق ہے ، اور بحر اور نہر میں اس پر مناقشہ بیان کیا ہے اھ اور یوں ہی لباب میں حکایت کیا گیا ہے ، اور پہلے قول پر قدوری اور اس کے شارحین نے رجحان ظاہر کیا ہے غرضیکہ یہ مقام نزاع ہے ، پہلا قول آسان ہے اور دوسرا احتیاط پر مبنی ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

---

[1] در مختار باب الجنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۷۵

[2] رد المحتار " مصطفی البابی مصر ۲/۲۳۰

جیسے نماز کے لیے وضو، نیت، استقبال، تکبیر اور کسی عمل کے فرائض وہ ہیں جن کے ترک[عہ۱] سے عمل باطل ہوجائے اور واجبات کے ترک سے باطل نہیں ہوتا، اس میں خلل آتا اور ناقص ہوجاتا ہے جیسے نماز میں الحمد، سورت، التحیات وغیرہا۔

م : للحج ارکان تعد ستۃ　　لابد ان تحفظھن البتۃ

ت : حج کے چھ[عہ۲] رکن ہیں ضرور ہے کہ تو انھیں یاد کرے جزماً۔

عہ۱ یہ تعریف رکن وشرط دونوں کو شامل، تو فرض ان سے عام ہے،

وفی المسلک المتقسط الفرائض اعم من الارکان والشرائط وغیرھما کالاخلاص فی العبادۃ[۱] اقول یظھرلی ان ھذا فی الفرض فی نفسہ ومنہ الاخلاص فانہ فرض مجیالہ ولیس من فرائض الصلوٰۃ مثلا والا لبطلت بالریاء اما الفرض فی غیرہ فلابد ان یتوقف وجودہ علیہ بمعنی انہ لایصح الا بہ فان دخل فرکن و ان کان خارجا موقوفا علیہ وھذا ھو معنی الشرط نعم قد یوخذ فی الشرط تقدمہ وجودًا والمعیۃ بقاءً کشروط الصلوٰۃ . . . . .[۲] واسطۃ کترتیب مالایتکرر فی رکعۃ فافھم ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

مسلک متقسط میں ہے کہ فرائض، ارکان وشرائط وغیرہ سے عام ہیں جیسا کہ عبادت میں اخلاص **اقول** میرے ہاں ظاہر یہ ہے کہ یہ معاملہ نفس فرض کا ہے جس میں سے اخلاص بھی ہے کہ یہ مکمل فرض ہے حالانکہ یہ نماز کے فرائض میں سے نہیں ہے ورنہ نماز ریاکاری سے فاسد ہوجائے، لیکن غیر میں کوئی فرض ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس فرض پر اس غیر کا وجود موقوف ہو یعنی اس کے بغیر اس غیر کی صحت نہ ہوسکے، تو اب یہ فرض اس غیر میں داخل ہو تو رکن کہلائے گا اور اگر خارج ہو کر موقوف علیہ بنے تو شرط ہوگا، ہاں شرط میں کبھی وجود کے اعتبار سے مقدم ہونا اور بقاء کے اعتبار سے موقوف کے ساتھ رہنا بھی ملحوظ ہوتا ہے جیسا کہ نماز کی ان شرائط کی ترتیب جو ایک رکعت میں مکرر نہیں آتیں۔

عہ۲ یہ چھ کہ مصنف نے ذکر فرمائے ان میں ہمارے نزدیک تو اکثر رکن نہیں اور بعض بطور شافعیہ بھی محلِ کلام۔ فقیر نے ایضاحِ امام نووی میں کہ شافعیہ کے عمدہ مذہب واحد الشیخین میں مطالعہ کیا کہ انھوں نے ارکانِ حج صرف پانچ گنے ترتیب کو واجبات میں شمار کیا ولعل ھذہ روایۃ اخری فی مذھبھم (ہوسکتا ہے کہ ان کے مذہب کی یہ دوسری روایت ہو۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

---

[۱] مسلک متقسط مع ارشاد الساری　باب فرائض الحج　دارالکتاب العربی بیروت　ص ۴۵

[۲] یہ عبارت نہیں پڑھی گئی ۱۲

م : فنية الحج اول الصفة ثم الوقوف معهم بعرفة

ت : پس نیت حج کی ساری ترکیب میں پہلے ہے پھر حاجیوں کے ساتھ عرفہ کے دن وقوف کرنا۔

ش : اس وقوف کے لیے جس طرح دن مقرر ہے یعنی عرفہ[عہ۱] کہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے یُونہی مکان بھی معین ہے یعنی عرفات کہ مکہ معظمہ سے پورب کو نَو کوس ہے، تو مصنف کا فرمانا کہ حاجیوں کے ساتھ وقوف کرنا وہ اس سے تعیینِ مکان کی طرف اشارہ فرماتے ہیں یعنی جہاں حجاج ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرنا ورنہ وقوف میں اوروں[عہ۲] کے ساتھ ہونا ضرور نہیں۔

م : ثم طواف ثم سعی بالصفا والحلق والترتيب فيما وصفا

ت : پھر طوافِ زیارت پھر صفا مروہ میں دوڑنا اور سر مُنڈانا اور ان افعال میں ترتیب۔

ش : یعنی پہلے نیت پھر وقوف پھر طواف پھر سعی، لیکن طواف وحلق میں ترتیب ضرور نہیں، اور حلق سے مراد عام ہے سر منڈانا یا بال کترانا، ہاں منڈانا افضل ہے۔

ف : ہمارے نزدیک رکن حج کے صرف[عہ۳] دو ہیں، سب میں بڑا رکن وقوفِ عرفہ، اس کے بعد طوافِ زیارت، باقی نیت شرط ہے اور فرائض میں ترتیب فرض اور سعی وحلق واجب۔

م : هذه كذا للعمرة الاركان سوى الوقوف هكذا البيان

ت : یونہی یہ چیزیں عمرہ کی رکن ہیں سوا وقوف کے اسی طرح بیان چاہیے۔

ف : ہمارے ہاں رکنِ عمرہ صرف طواف ہے اور نیت شرط اور سعی وحلق واجب۔

ف : یہ نیت کہ حج وعمرہ میں شرط مانی گئی اس کے دو معنے ہیں ایک تو شروع میں حج یا عمرہ کا عزم

عہ۱ آگے شرح میں آتا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کے دوپہر ڈھلے سے دسویں کی طلوعِ فجر تک ہے مگر یہ رات نویں تاریخ ہی کی رات گنی جاتی ہے۔ علماء نے فرمایا راتیں ہمیشہ آنے والے دن کے تابع ہوتی ہیں، مثلاً جمعہ کی رات وُہ ہے جس کی صبح کو جمعہ ہو، پر ایامِ حج کی راتیں گزرے دنوں کی تابع ہیں مثلاً شبِ عرفہ وہ رات ہے جو نویں تاریخ کے بعد آئے گی اور شبِ نحر دسویں کے بعد ۱۲ منہ

عہ۲ دفع دخل مقدر ۱۲ منہ

عہ۳ ان کے سوا احرام میں بھی باآنکہ شرط ہے کتنی مشابہتیں رکن کی ہیں کما بینہ فی ردالمحتار اقول ولی فی اکثرھن کلام بینتہ علی ھامشہ ۱۲ منہ (جیسا کہ ردالمحتار میں بیان کیا ہے، میں کہتا ہُوں کہ ان میں سے اکثر میں میری کلام ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں بیان کی ہے۔ ت)

یہ لبیک احرام ہے یعنی دل سے قصد اور اس کے ساتھ زبان سے ذکرِ خدا۔ دوسرے طوافِ رکن میں نیتِ طواف کہ وہ فرض ہے اور بے نیت[1] ادا نہیں ہوتا تو اس کی نیت بھی شرط ٹھہری۔

حج کے فرض

ف: یہ فصل جنابِ مصنف نے نہ لکھی، ہمارے نزدیک رُکن کے سوا اور بھی فرض ہیں اور واجبات الگ۔ لہٰذا ہم اپنے طور پر بیان کرتے ہیں، حج میں دس فرض ہیں: احرام، وقوف، طواف کے چار[2] پھیرے، ان[2] میں طواف کی نیت، وقوف[3] کا عرفات میں ہونا، اپنے وقت میں ہونا کہ زوالِ[3] عرفہ سے فجرِ نحر تک ہے، طواف کا مسجد الحرام میں ہونا، اپنے وقت میں ہونا کہ فجرِ نحر سے آخر عمر تک ہے، فرضوں[4] میں ترتیب کہ پہلے احرام[4] ہو پھر وقوف پھر طواف، وقوف[5] سے پہلے جماع[5] سے بچنا۔ ان دس میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہو والعیاذ باللہ۔

واجبات الحج

حج کے واجب

م: الرمی للجمار و الاحرام کذا بمزدلفۃ المنام

ت: جمروں پر سنگریزے مارنا اور احرام، ایسا ہی مزدلفہ میں سونا۔

ع[1] یہ اس لیے کہہ دیا کہ وقوفِ عرفہ بھی فرض بلکہ رکنِ اعظم ہے پر وہ بے نیت بھی ادا ہو جاتا ہے تو اس کی نیت شرط نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

ع[2] ہر طواف میں سات پھیرے ہوتے ہیں یونہی اس طوافِ فرض میں بھی، مگر ان میں سے فرض فقط چار ہیں، انہی کے اعتبار سے اسے طواف فرض کہا جاتا ہے، باقی تین واجب ہیں نہ کیے تو دم دے گا حج ہو گیا۔ اور چار سے کم کیے تو حج ہی نہ ہوا ۱۲ منہ

ع[3] نویں تاریخ دوپہر ڈھلے سے دسویں کی پو پھٹے تک اس بیچ میں وقوف کا وقت ہے، اگر زوالِ عرفہ سے پہلے وقوف کرکے حدودِ عرفات سے باہر ہو گیا اور وقت میں اعادہ نہ کیا یا پہلے نہ کیا تھا صبحِ نحر چمکنے کے بعد کیا تو حج نہ ہو گا ۱۲ منہ

ع[4] اس فرض کو تین فرض کہہ سکتے ہیں احرام کا وقوف سے پہلے ہونا ایک، طواف پر تقدم دو، وقوف کا طواف سے پیشتر ہونا تین ۱۲ منہ

ع[5] جماع سے بچنا ہمیشہ حج میں واجب ہے جب تک مطلقاً طوافِ فرض سے فارغ نہ ہو جائے پر وقوف تک احتراز فرض ہے کہ اس سے پہلے جماع موجبِ فساد ہوتا ہے پھر فساد نہیں کما مر ۱۲ منہ

ف: ہمارے نزدیک احرام فرض ہے کما سَبَقَ (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ ت) ہاں اس کا میقات[1] سے ہونا واجب ہے۔

ش: منیٰ ایک بستی ہے مکہ معظمہ سے عرفات کی طرف تین کوس، وہاں تین جگہ ستون بنے ہیں انھیں جمار و جمرات کہتے ہیں اور ہر ایک کو جمرہ۔ دسویں تاریخ سے ان پر کنکریاں مارتے ہیں اور منیٰ سے تین کوس مزدلفہ ہے نویں کی شام کو عرفات سے پلٹ کر یہاں رات گزارتے ہیں، دسویں کو منیٰ آتے ہیں، شافعیہ کے نزدیک رات کا بڑا حصہ یہاں بسر کرنا واجب ہے، اسی[2] لیے جناب مصنف نے سونا فرمایا ورنہ حقیقۃً سونے کا حکم کچھ نہیں۔

ف: ہمارے نزدیک واجب صرف اس قدر ہے کہ مغرب و عشا یہیں پڑھے صبح کو کچھ دیر وقوف کرے، باقی رات کو رہنا واجب نہیں سنت ہے۔

ھ: ثم البیت بمنیٰ للرمی ثم الطواف للوداع ینوی

ت: پھر رات کو منیٰ میں رمی جمار کے لیے رہنا، پھر طوافِ رخصت کی نیت کرے۔

ف: منیٰ میں دسویں، گیارھویں، بارھویں دن رمی جمار واجب ہے، شب باشی ہمارے نزدیک سنت ہے اور طوافِ وداع کہ رخصت کے لیے کرتے ہیں آفاقی یعنی باہر والے پر واجب ہے مکی تو دنس دن کا ساکن ہے نہ کہ رخصت ہونے والا۔

ف: یہاں تک ہمارے مذہب کے پانچ واجب گزرے اور ان کے سوا اور بہت ہیں مثلاً صفا

---

[1] لوگ تین قسم ہیں: اہلِ حرم جو مکہ معظمہ یا اس کے گرد اُن مقاموں میں رہتے ہیں جہاں تک شکار وغیرہ حرام ہے۔ اہلِ حل جو حرم سے باہر مواقیت کے اندر ہیں۔ اہلِ آفاق جو مواقیت سے بھی باہر ہیں آفاقیوں کے لیے حج و عمرہ دونوں کی میقات انھیں مواقیت کے جیسے ہندیوں کے لیے محاذاتِ یلملم، اہلِ حل کی میقات حل ہے یعنی جب حج یا عمرہ کو جائیں حرم میں پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیں اور اہلِ حرم کے لیے میقات حج حرم ہے یعنی مسجد الحرام شریف خواہ اپنے گھر ہی سے، غرض حرم کی کسی جگہ سے احرام کریں اور عمرہ کے لیے حل یعنی حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھیں۔

ف: مکی کے لیے احرام عمرہ میں افضل تنعیم ہے کہ مدینہ طیبہ کی طرف تین کوس پر ہے، یونہی جب حجاج حج سے فارغ ہو کر مکہ میں چند روز ٹھہریں وہیں سے عمرہ لائیں کہ نزدیک بھی ہے اور افضل بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

[2] دفع دخل مقدر

مروہ میں سعی اور اس[۸] کا ایک طواف کامل[عہ۱] کے بعد صفا سے شروع اور سات[۹] پھیرے اور ہر بار[۱۰] پوری مسافت قطع اور[۱۱] بشرطِ قدرت پیادہ ہونا، دن[۱۲] میں[عہ۲] وقوفِ عرفہ کرنے والے کو غروبِ شمس کے بعد تک انتظار کرنا، اس[۱۳] کا امام[عہ۳] کے ساتھ عرفات سے کوچ کرنا یعنی امام کے چلنے سے پہلے حدودِ عرفہ سے باہر نہ ہونا بشرطیکہ[عہ۴] امام وقت پر کوچ کرے اور ہمراہی میں حرج نہ ہو، جمرۃ العقبہ[۱۴] کی رمی کہ دہم کو ہے حلق سے پہلے ہونا، ہر[۱۵] دن کی رمی اسی دن ہو جانا، حلق[۱۶] یا تقصیر اور ان[۱۷] کا ایامِ نحر میں خاص[۱۸] زمین حرم میں ہونا، طواف[۱۹] فرض[عہ۵] کا بارھویں تک ہو جانا، حجرِ اسود[۲۰] سے شروع ہونا، سات[۲۱] پھیرے حطیم[۲۲] سے باہر باوضو[۲۳] ستر[۲۴] عورت کے ساتھ، بشرط[۲۵] قدرت پیادہ، اپنی[۲۶] دہنی طرف سے آغاز ہونا یعنی کعبہ معظمہ بائیں ہاتھ کو رکھنا، قارن[۲۷] و متمتع کا شکر کی قربانی[عہ۶] حلق[۲۸] سے پہلے رمی[۲۹] کے بعد ایام[۳۰] نحر میں کرنا وغیر ذالک، واللہ تعالیٰ اعلم۔

عہ۱ طواف کامل یہ ہے کہ شرائط صحت کو جامع اور جنابت و حیض سے پاک ہو عام ازیں کہ فرض ہو جیسے طوافِ زیارت یا واجب جیسے طواف الوداع کما سیأتی (جیسا کہ آگے آئیگا۔ت) یا سنت جیسے طواف القدوم یا نفل جیسے متمتع کہ حج کی سعی طوافِ زیارت سے پہلے کرنی چاہے تو ایک طواف نفل کرکے ادا کرے، اس کے سوا کامل کے یہ معنیٰ نہیں کہ ساتوں پھیروں کے بعد ہو بلکہ چار کے بعد ہونا کافی ہے، سعی صحیح اور واجب ادا ہو جائیگا اگرچہ سنت یُونہی ہے کہ ساتوں پھیروں کے بعد کرے، ہاں اگر چار پھیروں سے پیشتر کی تو سعی ادا نہ ہوگی اور طواف کے بعد سے بعدیت متصلہ مراد نہیں اگرچہ مستحب فوراً ہوتا ہے مگر پہلے طواف ہو لیا تو پھر جب کبھی سعی کریگا صحیح ہوگی ۱۲ منہ

عہ۲ یہ قید اس لیے لگادی کہ جو نویں تاریخ وقوف نہ کرسکا ہو اور دسویں شب کو کرے اس پر کچھ واجب نہیں ایک لمحہ کے لیے زمین عرفات میں گزر جانا کافی ہے کہ فرض اسی قدر ہے ۱۲ منہ

عہ۳ اس کا اس لیے کہا کہ جو رات کو وقوف کرے اس پر امام کے ساتھ کوچ بھی واجب نہیں کہ امام تو اس کے آنے سے پہلے جا چکا ۱۲ منہ

عہ۴ یعنی اگر امام نے ترکِ واجب کرکے غروب سے پہلے کوچ کردیا تو یہ ساتھ نہ دیں یونہی اگر غروب کے بعد اس نے دیر کی یہ روانہ ہو جائیں ۱۲ منہ

عہ۵ یعنی اس کے چار پھیرے جو فرض ہیں بارھویں تک ہو گئے تو واجب ادا ہو لیا اگرچہ باقی تین پھیر کبھی ہوں، ہاں سنت یونہی ہے کہ پُورا طواف انہی دنوں میں ہولے بلکہ ساتوں پھیرے ایک ساتھ ہوں ۱۲ منہ

عہ۶ مفرد کو یہ قربانی مستحب ہے ۱۲ منہ غفرلہ

م: **بعض سنن الحج**

ت: **حج کی بعض سنتیں**

م: قد سن للمرء الطواف ان قدم — والحجر الاسود فیہ یستلم

ت: باہر سے آنے والے کو ایک طواف سنت ہے، طواف میں سنگِ اسود کا بوسہ لے۔

ش: یہ پہلا طواف ہے جو مفرد[1] حاضر ہوتے ہی کرتا ہے اور قارن عمرہ کے بعد، اسے طوافِ قدوم کہتے ہیں گویا حاضریٔ دربارِ اعظم کا مجرا۔

ف: یہ طواف متمتع[2] کے لیے نہیں نہ اہلِ مکہ کو کہ وہ ہر وقت حاضرِ بارگاہ ہیں اور سنگِ اسود کا بوسہ نہ اسی طواف بلکہ ہر طواف میں سنت ہے، طواف اسی سے شروع اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

م: والاضطباع ثم رمل قد اتی — ورکعتان للطواف یا فتی

ت: سنتوں کے شمار میں اضطباع پھر رمل آیا اور دو رکعتیں طواف کی اے جوان!

ش: اضطباع یہ کہ چادر دہنے بغل کے نیچے سے نکال کر یہ آنچل بائیں شانے پر ڈالے جس میں دہنا کندھا کھلا رہے، اور رمل یہ کہ طواف میں جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا شانوں کو جنبش دیتا چلے۔

ف: یہ دونوں سنتیں خاص مردوں کے لیے ہیں وہ بھی صرف اُس طواف میں جس کے بعد صفا مروہ میں سعی ہوتی ہے یعنی طوافِ عمرہ اور حج میں طوافِ قدوم کہ اکثر بخیالِ[3] زحمت و کمی فرصت اسی کے بعد سعی کرلیتے ہیں، ہاں جس سے رہ گئی وہ طوافِ[4] زیارت کے بعد کرے گا تو اسی طواف میں رمل کرے مگر

عہ۱ مفرد، قارن، متمتع کے معنے عنقریب تکملہ میں آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

عہ۲ اس لیے کہ وہ آتے وقت عمرہ لایا اور عمرہ میں طوافِ قدوم نہیں، جب عمرہ کرلیا مکی ہوگیا اور مکی کو یہ طواف نہیں ۱۲ منہ

عہ۳ آگے آتا ہے کہ مفرد کو طوافِ زیارت کے بعد کی افضل ہے پر اس دن بہت ہجوم ہوتا ہے اور کئی کام اس لیے طوافِ قدوم پر کرلیتے ہیں اور قارن کے لیے تو افضل ہی یہ ہے ۱۲ منہ

عہ۴ جس نے طواف زیارت کے بعد بھی سعی نہ کی وہ طواف الوداع کے بعد کرلے کہ سعی کا کوئی وقت معین نہیں ہے اور اب اس طواف میں رمل بھی بجا لائے،

لان الرمل بعد طواف یعقبہ سعی افادہ — کیونکہ رمل ایسے طواف کے بعد ہوتا ہے جس کے بعد

(باقی برصفحہ آئندہ)

اضطباع ساقط ہوگیا۔

ف : اضطباع طواف میں ہوتا ہے اور رمل صرف اگلے تین پھیروں میں[1]، باقی چار میں اپنی چال، اور ہجوم کے سبب رمل میں اپنی یا اوروں کی ایذا ہو تو رک رہے، جب غول نکل جائے پھر رمل کرتا چلے۔

ف : ہر طواف کے بعد دو رکعتیں ہمارے نزدیک سنت نہیں بلکہ واجب ہیں۔

م : ورکعتا الاحرام ثم الغسل لہ وفی جھر الملبی فضل

ت : اور احرام کی دو رکعتیں پھر اس کے لیے نہانا اور لبیک بے آواز کہنے میں فضیلت ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

العلامۃ الخیر الرملی قال ولم ارہ صریحا وان علم فی اطلاقھم[1] اھ ردالمحتار **اقول** لاکلام فی جوازہ وقد صرحوا ان لاتوقیت وانما الکلام فی انہ یؤمر بایقاع السعی بعد طواف الصدر ولو ندبا ولعل الوجہ فیہ ان یقع سعیہ متصلا بالطواف لما ھو المستحب لکن یعارضہ مستحب اٰخر وھو ان لایکون بین طوافہ للصدر ونفرہ من مکۃ حائل کما نصوا علیہ وقد اوجب ذٰلک الامام الشافعی ویوافقہ روایۃ عن ابی یوسف والحسن بن زیاد رحمھم اللہ تعالٰی فاکد الاستحباب خروجا عن الخلاف فافھم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

سعی ہو، اس کا افادہ علامہ خیر الدین رملی نے کیا اور فرمایا اور میں نے صراحۃً یہ دیکھا نہیں اگرچہ فقہاء کے اطلاق سے معلوم ہوسکتا ہے اھ ردالمحتار **اقول** اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے جبکہ وہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس میں وقت مقرر نہیں، اس میں ضرور کلام ہے کہ کیا طواف وداع کے بعد سعی کا استحباباً بھی حکم ہے، ہوسکتا ہے کہ وجہ یہ ہو کہ طواف کے بعد متصل سعی ہوجائے تو مستحب ہے لیکن یہاں ایک دوسرا مستحب آڑے آرہا ہے وہ یہ کہ طواف وداع اور کوچ کرنے میں کوئی چیز درمیان میں حائل نہ ہو جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے جبکہ امام شافعی اس کو واجب قرار دیتے ہیں اور اس کی موافقت ابو یوسف اور حسن بن زیاد کی روایت بھی کرتی ہے تو فوراً بعد میں روانہ ہونے کا استحباب واضح ہوگیا اس کو سمجھو، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ (ت)

[1] یہاں تک کہ اگر اول پھیروں میں بھول گیا تو بھی ان چار میں اور اگر پہلے پھیرے میں یاد نہ رہا تو دو ہی میں کرے اور دو میں بھولا تو ایک ہی میں ۱۲ منہ

---

[1] ردالمحتار مطلب فی طواف الزیارۃ مصطفی البابی مصر ۲/۱۹۸

ش : یہ مسائل ہم اوپر لکھ چکے اور یہ بھی کہ عورت لبیک آہستہ کہے۔ غسل نمازِ احرام کلام مصنف میں ذکراً مؤخر ہے وقوعاً مقدم۔

م : وفی منی المبیت لیل عرفۃ من سنۃ فافھم اخی بمعرفۃ

ت : اور منٰی میں نویں رات شب باشی سنّت ہے پس اے برادر! اسے پہچان کر سمجھ لے۔

م : والجمع بین اللیل والنھار بعرفاتٍ جاء فی الاٰثار

ت : اور عرفات میں شب و روز کا جمع کرنا حدیثوں میں آیا ہے۔

ش : یعنی نویں تاریخ جو وقت سے عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسے دن ہی میں ختم کریں بلکہ اتنا ٹھہریں کہ سورج وہیں ڈوبے اور ایک لطیف[1] حصہ رات کا آجائے، اس کے بعد مزدلفہ چلیں۔

ف : وقوف فرض تو اس قدر ہے کہ عرفہ کی دوپہر ڈھلے سے دسویں شب کی صبح صادق تک عرفات میں ہونا پایا جائے اگرچہ ایک[2] لمحہ، پھر جو رات کو وقوف کرے اگرچہ مکروہ ہے اسے کچھ دیر لگانا ضرور نہیں اور جو دن کو بعد زوال وقوف کرے کہ سنّت یہی ہے اس پر ہمارے نزدیک امورِ مذکورہ یعنی غروب شمس تک ٹھہرنا اور جزءِ قلیل شب کا لے لینا واجب ہیں مگر بعد غروب دیر نہ کرے کہ مکروہ ہے۔

م : سن الوقوف جانب الصخرات والمشعر الحرام[3] حین یاتی

ت : سنّت ہے ٹھہرنا پتھروں کی طرف اور مشعر حرام میں جب آئے۔

ش : عرفات میں سب سے اونچا میدان سیاہ چٹانوں کے پاس جس میں قبلہ رُو کھڑے ہو تو جبل الرحمۃ دہنے ہاتھ

---

[1] اس سے یہ مراد کہ آفتاب کا غروب یقینی ہوجائے اس کے بعد ہی فوراً کوچ کردیں کہ پھر توقف مکروہ ہے اور ظاہر کہ بعد غروب ایک آن بھی گزری تو رات کا ایک لطیف حصہ آگیا ۱۲ منہ

[2] اگرچہ بلا قصد اگرچہ سوتا ہوا اگرچہ بیہوش اگرچہ گزران اگرچہ بالاکراہ اگرچہ بحالتِ حدث حیض یا نفاس یا جنابت اگرچہ جانتا بھی نہ ہو کہ یہ مقام عرفات ہے فرض ہر طرح ادا ہوجائے گا ۱۲ منہ

[3] قلت فی ضبط اعرابہ شعرا یوافقہ زنۃً وقافیۃً ؎

انصبہ مفعولا لفعل یاتی
او جُرَّہٗ عطفاً علی الصخرات

۱۲ منہ غفر لہ۔

میں نے المشعر الحرام کے اعراب کو ضبط کرنے میں شعر کہا ہے جو وزن اور قافیہ میں اس شعر کے موافق ہے:

اسے "یاتی" فعل کے مفعول ہونے کی بنا پر نصب دے یا "الصخرات" پر عطف ہونے کی بنا پر جر دے۔

۱۲ منہ غفرلہ (ت)

کو رہتا ہے اسے حضور پُرنور سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مکانِ وقوف گمان کیا جاتا ہے بہت افضل ہے کہ کسی کی ایذا نہ ہو تو وہاں وقوف کرے۔

ف: یہ تو مستحب ہے اور مشعر الحرام کہ مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے بالخصوص وہاں وقوف مسنون، ورنہ مزدلفہ کا وقوف ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک واجب ہے۔

م: اخذ الحصایا صاح من مزدلفة من سنة وغسلها ان اردفه

ت: مزدلفہ سے کنکریاں لینا اے رفیق میرے! سنّت ہے اور ان کا دھولینا اگر اس کے بعد کرے۔

ش: دسویں کی صبح کو مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہیں تو آج وہاں ایک جمرہ پر کنکریاں ماریں گے اس کیلئے مستحب ہے کہ سات[1] سنگریزے یہاں سے اٹھالے۔ اور دھونا تو ہر طرح مستحب ہے کہیں[2] سے اٹھائے۔

---

[1] اور وہ جو بعض لوگ باقی دنوں کی رمیِ جمراتِ ثلاثہ کو بھی سنگریزے یہیں سے لیتے ہیں مباح ہے نہ کہ کچھ مندوب نہ کچھ معیوب ۱۲ منہ

[2] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنگریزے ہر جگہ سے لینے جائز ہیں، ہاں جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے کہ وہ پھینکی ہوئی کنکریاں ہوتی ہیں، اور حدیث میں ہے "جس کی قبول ہوتی ہیں فرشتے اٹھالے جاتے ہیں ورنہ تمھیں پہاڑ نظر آتے۔"[1] اس سے معلوم ہوا کہ جو رہ جاتی ہیں وہ معاذ اللہ مردود ہوتی ہیں تو انھیں اپنے حج میں کیوں استعمال کیجیو، غور کرو تو یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے۔ اسلام میں حج ہوتے تیرہ سو برس کے قریب گزرے ہر سال لاکھوں بندگانِ خدا ہوتے ہیں ایک روایت میں چھ لاکھ ایک میں آٹھ لاکھ۔ حضرت حسن بصری کے اثر میں پندرہ لاکھ ان سے کم ہوتے ہیں تو فرشتے عدد پورا کرتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ ایسی جگہ عدد زائد ماخوذ ہوتا ہے کہ کم اس کا منافی نہیں۔ فقیر جس سال حاضر ہوا یعنی ۱۲۹۵ھ حاجیوں کی مردم شماری اٹھارہ لاکھ سُنی گئی پھر ہر شخص ۴۹ یا ۷۰ کنکریاں مارتا ہے ۴۹ ہی رکھئے تو پندرہ لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ پینتیس لاکھ (۷۳۵۰۰۰۰۰) کنکریاں جمع ہوئیں۔ جمع کیجئے تو ہر سال پہاڑ بنتا ہے پھر جب دیکھئے تو جمرے خالی ہوتے ہیں منیٰ میں کچھ گنتی کی کنکریاں نظر آتی ہیں، یہ خدا کی شان ہے اور حقیتِ اسلام کی صریح برہان والحمد للہ رب العالمین۔

ف: یونہی مسجد کی کنکریاں نہ لے کہ بے ادبی اور اس کی چیز کا اپنے تصرف میں لانا ہے اسی طرح ناپاک کنکری بھی نہ لینی چاہئے کہ ان پر خدا کا نام لیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

---

[1] کنز العمال حدیث ۱۲۱۳۱ ۵/۸۱ و الترغیب والترھیب الترغیب فی رمی الجمار الخ ۲/۲۰۸

م : وفی منی لا تترکن الاضحیۃ کذا صلوۃ العید مع حسن النیۃ

ت : اور منٰی میں عید کی قربانی نہ چھوڑ، یونہی عید کی نماز نیک نیت سے۔

ف : ہمارے نزدیک نمازِ عید وقربانی دونوں مقیم مالدار پر واجب ہیں اور شافعیہ سنّت کہتے ہیں، لہذا مصنّفِ علّام نے اپنے مذہب کے موافق انھیں سُنن میں گنا، مگر یہاں واجب التنبیہ یہ بات ہے کہ ہمارے علماء ذخیرہ ومحیط وغیرہما میں تصریح فرماتے ہیں کہ منٰی میں نمازِ عید اصلاً نہیں کہ وہاں لوگوں کو امورِ حج سے فرصت نہیں ہوتی۔ علامہ ابراہیم حلبی نے فرمایا: ہاں بالاتفاق نمازِ عید نہ پڑھے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا: اس پر تمام علمائے اُمّت کا اجماع ہے کذا فی ردالمحتار[1] فافھم واللہ تعالٰی اعلم (جیسا کہ ردالمحتار میں ہے لہذا غور کیجئے، واللہ تعالٰی اعلم۔ ت) رہی قربانی تو مذہبِ راجح میں مقیم پر واجب ہے جیسے اہلِ مکہ ومنٰی اگرچہ احرام میں ہوں، اور مسافر سے تو اس کا مطالبہ ہی نہیں۔

م : وسنۃ فی فعلھا الثواب لیس علی تارکھا العقاب

ت : اور سنّت کے کرنے میں ثواب ہے چھوڑنے میں عذاب نہیں۔

ف : مگر سُننِ مؤکدہ کے ترک میں سخت ملامت ہوگی، اور عیاذاً باللہ شفاعت سے محرومی بھی وارد، بلکہ محققین فرماتے ہیں اُن کے ترک میں تھوڑا سا گناہ[1] بھی ہے اگرچہ نہ ترکِ واجب کے برابر، انہی وجوہ سے سنت کو مستحب سے امتیاز ہے ورنہ جتنی بات متن میں گزری مستحب کو بھی شامل۔

م : وانّما یؤاخذ المرء علی اھمال فرض قد اتی مفصلا

ت : یُوں ہی ہے کہ آدمی پر مؤاخذہ فرض چھوڑنے میں ہے جو تفصیل وار وارد ہُوا۔

ش : یعنی جس کے ثبوت میں کوئی اجمال واشکال نہیں، توصفت[2] کاشفہ ہے کہ فرض سب ایسے ہوتے ہیں اور بقرینہ سیاق ظاہر کہ مواخذہ سے مراد عذاب ہے ورنہ ملامت کہ ترکِ سنن پر ہوگی خود گرفت ومواخذہ ہے۔

---

[1] من اراد تحقیق ذٰلک فعلیہ بالبحر الرائق وردالمحتار وغیرھما من الاسفار ۱۲ منہ (م)

جو اس کی تحقیق چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ بحرالرائق اور ردالمحتار وغیرہ کتب کو دیکھے ۱۲ منہ (ت)

[2] یمکن ان یراد بہ ما اتی ای سبق بیانہ مفصلا فعلی ھذا یکون اشارۃ الی فروض الحج المارۃ فی الواجبات علی مذھب المصنف لکن الذی یعطیہ سوق الکلام ان المقصود بیان حکم السنۃ والفرض مطلقا فلذا افبرناہ بما فسرنا ۱۲ منہ (م)

ممکن ہے اس سے مراد وہ ہو جو مفصلاً گزرا ہے اس بناء پر یہ حج کے ان فرائض کی طرف اشارہ ہوگا جو مصنف کے مذہب کے مطابق واجبات میں گزرا، لیکن سوقِ کلام جو مستفاد ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں مطلق سنت اور فرض کا حکم بیان کرنا مقصود ہے اسی لیے ہم نے مذکورہ تفسیر کی ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب الحج مطلب فی حکم صلوٰۃ العید والجمعۃ فی منٰی مصطفی البابی مصر ۲/۲۰۰

ف : شافعیہ واجب و فرض میں فرق نہیں کرتے، ہمارے نزدیک وُہ دو چیزیں جدا جدا ہیں اور دونوں کے ترک پر استحقاقِ عذاب اگرچہ واجب میں کم، فرض میں زیادہ ۔ والعیاذ باللہ ۔

م : ذی جملة من السنن الشھیرة اجل من شمس لدی الظھیرة

ت : یہ چند مشہور سنتیں ہیں، مہر نیمروز سے جلالت میں افزوں ۔

ف : ان کے سوا آٹھویں تاریخ مکہ معظمہ سے منیٰ، نویں کو بعد طلوعِ شمس منیٰ سے عرفات جانا، وہاں نہانا، مزدلفہ میں رات بسر کرنا، دسویں کو وہاں سے قبلِ طلوعِ شمس منیٰ کو جانا، وہاں ایامِ رمیِ جمار میں راتوں کو رہنا، مکہ معظمہ کو یہاں سے جاتے وادیٔ محصب[1] میں اترنا وغیر ذٰلک کہ یہ سب سُننِ مؤکدہ ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

م : الفدیة

ت : جُرمانہ کا بیان

م : مایفسد الحج ففیه بُدنة وفی سواه ذبح شاة حَسَنَة

ت : جس سے حج فاسد ہوتا ہے اس میں بُدنہ ہے اور اس کے ماورا عمدہ بکری ذبح کرنا ۔

ش : حج فاسد ہوجاتا ہے جماع سے بشرط مذکورہ، اور ہمارے اور شافعیہ کا اختلاف بہ تفصیل بیان کردیا ۔ بُدنہ ان کے یہاں صرف اونٹ کو کہتے ہیں ہمارے یہاں گائے[2] کو بھی شامل، عمدہ بکری یہ کہ ان عیبوں سے پاک ہو جو اُضحیہ میں ناجائز ہیں اور فقہ میں بہ تفصیل مذکور ۔

ف : یہ دونوں قاعدے کہ جناب مصنّف نے ذکر کیے ہمارے مذہب کے مطابق نہیں جماع قبل الوقوف سے ہمارے نزدیک حج فاسد اور بدنہ لازم نہیں اور بعد الوقوف قبل الحلق والطواف سے بدنہ لازم، حج

---

[1] یہ وادی مکہ معظمہ کی آبادی سے ملی ہُوئی ہے، مقبرۂ مکہ مکرمہ یعنی جنت المعلیٰ کے متصل دو کوہچے ہیں ان کے مقابل منیٰ کو جاتے ہُوئے بائیں ہاتھ پربطن وادی سے اُوپر کچھ پہاڑیاں ہیں ان کوچیوں اور پہاڑیوں کے درمیان جتنی وادی رہی وُہ وادیٔ محصب ہے، جب منیٰ سے رمیِ جمار کرکے مکہ معظمہ جائیں یہاں ٹھہرنا ضرور اور بلاعذر اس کا ترک بُرا ۔ افضل طریقہ اس کا تکملہ میں آئے گا، اور زیادہ نہ ہو سکے تو اسی قدر کافی کہ سواری روک کر کچھ دیر دعا کرلیں ۱۲ منہ

[2] توجہاں بدنہ لازم آئے گا ان کے نزدیک خاص اونٹ واجب ہوگا ہمارے نزدیک گائے بھی کفایت کرجائے گی کما نص علیه فی الفتح (جیسا کہ فتح القدیر میں اس پر وضاحت کی گئی ہے ۔ ت) ۱۲ منہ ۔

فاسد نہیں۔

م : فی کل شعرۃ من الطعام مُدٌّ ویفدی الغیر بالصیام

ت : ہر بال میں اناج سے چہارم صاع[1] ہے اور ماورا کا جرمانہ روزے۔

ف : بال وغیرہ کے جرمانہ میں ہمارے یہاں بہت تفصیل ہے جس کا بیان موجبِ تطویل ہے، وقتِ حاجت علماء سے دریافت کرلیں۔

م : وما عدا ھٰذی التی قد ذکرت احکامھا فیما سواھا سطرت

ت : ان مذکورات کے سوا اور چیزوں کے احکام اس رسالہ کے ماورا میں مسطور ہیں۔

م : وانما ذی جملۃ لیسھلا لمن اتی لحفظہ مؤملا

ت : اور یہ تو چند باتیں ہیں تاکہ آسانی ہو اس کے لیے جو اسے یاد کرنے کی امید میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

م :

الزّیارۃ

ت : زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان

م : واقصد اذا حججت للزیارۃ لقبرطٰہٰ فلک البشارۃ

ت : اور جب حج کر چکے تو زیارتِ قبرِ طٰہٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا قصد کر کہ تیرے لیے خوشخبری ہے۔

ف : علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت۔ لباب میں ہے: حج نفل میں مختار ہے، اور فرض

---

[1] مُدّ شافعیہ وحنفیہ دونوں کے نزدیک چہارم صاع ہے مگر صاع میں اختلاف ہے، ہم ۸ رطل کا کہتے ہیں تو مد ۲ رطل ہُوا وہ ۵ ⅓ رطل تو ۱ ⅓ ہوا، اور صاع عند التحقیق دوسوستر تولے کا ہے، تو ہمارے حساب پر بریلی کے سیر سے کہ سَو روپیہ بھر کا ہے، ایک صاع آدھ پاؤ کم تین سیر سے ۵ ماشے ۵ رتی زیادہ، اور نیم صاع کہ وہی گندم سے ایک آدمی کے فطر کا صدقہ اور ایک نماز، ایک روزہ کا فدیہ اور کفارہ میں ایک مسکین کا حصہ یعنی ایک سیر سات چھٹانک دو ماشے ساڑھے چھ رتی (یہاں عبارت میں کچھ اختصار کیا گیا ہے ۱۲ اشرف قادری) رامپور کے سیر سے کہ ۹۶ روپے بھر کا ہے (یعنی پورے نوّے تولے کا (فتاوی رضویہ) حساب بہت سیدھا ہے پُورے تین سیر کا صاع ہُوا دہلی کے سیر سے کہ ۸۰ روپے بھر کا ہے (یعنی ۵، تولے ہے ۱۲ فتاوی رضویہ) صاع ۳ ⅖ ہوا یعنی ساڑھے تین سیر سے دسواں حصہ سیر کا زائد اور نیم صاع یعنی دو سیر سے پانچواں حصہ سیر کا کم۔ یہ حساب خوب یاد رکھنا چاہیے بحمد اللہ تعالےٰ کمال التحقیق ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

ہو تو پہلے حج، مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم نہیں"۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی، اور فقیر کو علامہ شبکی کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ پہلے حج کرے تاکہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے ؏

پاک شو اول وپس دیدہ براں پاک انداز
(پہلے پاک ہو اور پھر اس پاک ہستی پر نظر ڈال)

ف: جناب مصنف کے کلام میں صاف اشارہ ہے کہ سفر مدینہ طیبہ خاص بقصد زیارت شریفہ ہو اور بیشک یہ امر شرعاً محمود اور زیارت اقدس اعظم مقصود، اور حدیث میں لفظ لاتعملہ[علی] الا زیارتی موجود یعنی

علہ فائدۂ جلیلہ: یہ حدیث صحیح ہے

رواہ الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الامالی وابوبکر المقری فی المعجم والحافظ السلفی وابن عساکر وابونعیم والحافظ ابوعلی وسعید بن السکن البغدادی فی کتاب السنن الصحاح عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	اس کو طبرانی نے کبیر اور دارقطنی نے امالی میں، ابوبکر مقری نے معجم میں، حافظ سلفی، ابن عساکر، ابونعیم، حافظ ابوعلی اور سعید بن سکن بغدادی نے سنن اور صحاح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

امام ابن السکن اشارہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

زارنی متعمدا[2]۔ رواہ العقیلی والبیہقی وابن عساکر۔	بالقصد میری زیارت کرے۔ (اس کو عقیلی، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے،

زارنی بالمدینۃ محتسبا[3]۔ اخرجہ ابن ابی الدنیا	ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لیے مدینے میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] لباب وشرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۵-۳۳۴
[2] معجم کبیر مروی از عبداللہ ابن عمر حدیث ۱۳۱۴۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲/ ۲۹۱
کنز العمال حدیث ۳۴۹۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۵۶
[3] شعب الایمان حدیث ۴۱۵۲ باب المناسک دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۴۸۸
[4] " " ۴۱۵۷ " " " ۳/ ۴۹۰

ف: یہ لفظ معجم میں یوں ہے: لایعلمہ حاجۃ الا زیارتی الخ۔ اور کنز العمال میں یوں ہے: لایعملہ حاجۃ الا زیارتی الخ۔ نذیر احمد سعیدی

اسے کوئی کام نہ ہو میری زیارت کے سوا۔ امام ابن الہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصدِ (بقیہ صفحہ گزشتہ)

والبیہقی وابن الجوزی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حاضر ہوا (اس کی ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابن جوزی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے:

قصدنی فی مسجدی[1] ۔ اورد ہ فی جذب القلوب۔

میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے (اسکو جذب القلوب میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت)

اقول علاوہ بریں وُہ تمام احادیث جن میں زیارتِ قبر شریف کی ترغیب وتاکید اور اس کے ترک پر وعید و تہدید ہمارے مدعا کی گواہ وشہید۔ طرفہ بات یہ ہے کہ شارع صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جس امر کی طرف بہ تاکید بلائیں اور اس کے ترک پر وعید فرمائیں اس کا قصد ناجائز قرار پائے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما الاعمال بالنیات[2] ۔ (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ ت)

یہ عجب کارِ ثواب ہے جس کی نیت موجب عذاب ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ رہی حدیث "لاتشد الرحال" ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوا اور مسجد کے لیے بالقصد سفر کرنے سے ممانعت ہے ورنہ زنہار الفاظِ حدیث طلب علم و اصلاحِ مسلمین وجہاد و اعداد و نشرِ دین وتجارت حلال وملاقات صالحین وغیرہا مقاصد کے لیے سفر سے مانع نہیں، اور قاطعِ نزاع یہ ہے کہ بعینہٖ یہی حدیث بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ امام احمد رحمہ اللہ تعالٰے نے اپنی مسند میں بسندِ حسن یُوں روایت کی،

لاینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد تبتغی فیہ الصلٰوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصٰی ومسجدی ھذا[3] ۔

ناقہ کو سزاوار نہیں کہ اس کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بغرض نماز کسے جائیں سوائے مسجد حرام ومسجد اقصٰے اور میری مسجد کے۔

تو خود حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ارشاد سے حضور کی مراد واضح ہوگئی والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ

---

[1] جذب القلوب باب چہاردہم در فضائل زیارۃ سید المرسلین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۶

[2] صحیح بخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱

[3] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دار الفکر بیروت ۶۳/۳

زیارتِ والا کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضریِ مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔

م : ان زیارۃ النبی لازمۃ صلوا علیہ فالصلٰوۃ واجبۃ

ت : بے شک زیارت نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی لازم ہے، درود بھیجو ان پر کہ درود فرض ہے۔

ش : علماء فرماتے ہیں زیارت نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اعظم قربات و افضل طاعات سے ہے، بہت بر آرندہ مقاصد و حاجات، قریب بدرجۂ مؤکدۂ واجبات، بلکہ بعض نے وجوب[1] کی تصریح فرمائی، فقیر کہتا ہے دلیل اسی کو مقتضی، وھو الذی نود ان نقول بہ (ہم یہی کہنا چاہتے ہیں۔ ت)

اسی طرح حضور پُر نور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود عمر میں ایک بار تو بالاجماع فرضِ قطعی ہے اور امام شافعی ہر نماز میں فرض اور رہر بار کہ ذکر شریف آئے علماء کو وجوب و استحباب میں اختلاف، امام طحاوی کا مذہب ہر مرتبہ وجوب ہے ذاکر و سامع پر، باقلانی و حلبی و صاحب بحر الرائق و تنویر الابصار وغیرہم اکابر علماء نے اسی کو صحیح و راجح و مختار و معتمد فرمایا اور دلیل اسی کو مقتضی وھو الذی ندب اللہ بہ (یہی اللہ تعالٰی کو زیادہ پسند ہے۔ ت) البتہ درصورت اتحادِ مجلس دفعاً للحرج تداخل[2] مسلّم۔ واللہ اعلم

م : ویستحق الزائر الشفاعۃ فیما روتہ ثقۃ الجماعۃ

ت : اور زیارت کرنے والا مستحق شفاعت ہے اس حدیث کی رو سے جسے ثقہ جماعت نے روایت کیا۔

عہ[1] یعنی الوجوب المصطلح عند الحنفیۃ لا کما تقول القدماء الظاھریۃ ان الزیارۃ الکریمۃ واجبۃ ولا یفرقون بین الواجب و الفرض اما احداثھم الھنود فقد اٰمنوا بابن تیمیۃ وتفوھوا بما لا تعسطہ الدیمۃ الدومیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ (م)

یعنی احناف کی اصطلاح کا وجوب، قدماء ظاہری مذہب والوں کا وجوب مراد نہیں کہ زیارت کریمہ واجب بمعنی فرض ہو کیونکہ وہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے، لیکن ہندوستانی نئے ظاہری لوگ تو ابن تیمیہ پر ایمان رکھتے ہوئے وہ بکواس کرتے ہیں جن کو چاٹنے والی دیمک بھی نہ چاٹ سکے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ (ت)

عہ[2] المعتمد عندنا الوجوب والتداخل افادہ فی المرقاۃ ۱۲ منہ (م)

ہمارے نزدیک قابلِ اعتماد وجوب اور تداخل ہے اس کا افادہ مرقات میں ہے ۱۲ منہ (ت)

ش : حدیث ۱ : حدیث[1] صحیح میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔[1]

حدیث[2] ۲ : جو میری زیارت کو آیا کہ اسے سوا زیارت کے کچھ کام نہ تھا مجھ پر حق ہوگیا کہ روزِ قیامت اُس کا شفیع ہوں۔[2]

عہ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابن ابی الدنیا والطبرانی والمحاملی والبزار والعقیلی و ابن عدی والدارقطنی والبیہقی وابو الشیخ وابن عساکر وابو طاہر السلفی وعبد الحق فی الاحکامین والذہبی وابن الجوزی کلھم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححہ عبد الحق وحسنہ الذہبی **اقول** وبعد الحسن فلا شک فی صحتہ لکثرۃ الطرق ففی الباب عن بکر بن عبد اللہ رواہ ابو الحسن یحییٰ بن الحسن فی اخبار المدینۃ وعن عمر الفاروق وعن ابن عباس وعن انس بن مالک وعن ابی ھریرۃ رحم اللہ تعالیٰ عنہم کما سیاتی ۱۲ منہ[م]

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی الدنیا، طبرانی، محاملی، بزار، عقیلی، ابن عدی، دارقطنی، بیہقی، ابو الشیخ، ابن عساکر، ابو طاہر سلفی، اور عبد الحق نے احکامین میں اور ذہبی اور ابن جوزی سب نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اور عبد الحق نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی تحسین کی **اقول** تحسین کے بعد اس کی صحت میں کثرتِ طرق کی بنا پر شک نہ رہا اس باب میں بکر بن عبد اللہ سے روایت ہے اسے ابو الحسن یحییٰ بن الحسن نے اخبار مدینہ میں ذکر کیا اور عمر فاروق سے ابن عباس سے انس بن مالک اور ابو ہریرہ رحم اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات مروی ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۲ یہ حدیث بھی صحیح ہے جس کی تخریج شروع فصل کے حواشی میں گزری۔

عجیب لطیفہ : امام اجل خاتمۃ الحفاظ والمحدثین امام زین الدین عراقی استاذ امام جبل الحفظ والاسناد والمحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ زیارت مزار پُرانوار حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے تھے بعض حنبلی حضرت کے ہمراہِ رکاب تھے حنبلی نے باتباعِ ابن تیمیہ کہ مدعی حنبلیت تھا یُوں کہا کہ میں نے مسجد خلیل اللہ

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت نشر السنۃ ملتان ۲/۲۷۸

[2] معجم کبیر مروی از عبد اللہ بن عمر حدیث ۱۳۱۴۹ مکتبۃ فیصلیہ بیروت ۱۲/۲۹۱

کنز العمال حدیث ۳۴۹۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۵۶

حدیث ۳[ع۱] : جو مدینہ میں بہ نیتِ ثواب میری زیارت کرنے آئے میں اس کا شفیع و گواہ ہوں[۱]

حدیث ۴[ع۲] : جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی، امام نے فرمایا میں نے زیارت قبر سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت کی، پھر حنبلی سے فرمایا تم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مخالفت کی کہ حضور نے مساجد ثلاثہ کے سوا چوتھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر سے ممانعت کی اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اتباع کیا کہ حضور نے فرمایا، قبور کی زیارت کرو۔ کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرما دیا ہے کہ قبور انبیاء کی زیارت نہ کرو۔ حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا۔[۲]

نقلہ العلامۃ القسطلانی فی المواھب عن الشیخ ولی الدین عراقی عن ابیہ الامام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین۔ (م)

اسے علامہ قسطلانی نے مواہب میں شیخ ولی الدین عراقی سے (انھوں نے اپنے والد امام زین الدین عراقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے) نقل فرمایا۔ (ت)

دیکھئے خدا کی شان جس حدیث سے یہ لوگ اپنے زعم میں مزارات کی طرف سفر کی ممانعت نکالتے تھے خدا تعالٰی نے اسی حدیث سے ان پر الزام قائم فرمایا وللہ الحجۃ السامیۃ ۱۲ منہ

ع۱ رواہ ابن ابی الدنیا والبیھقی وابوالفرج ابن الجوزی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابوالفرج ابن جوزی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

ع۲ رواہ العقیلی وابن عساکر عن ابن عباس، والیعقوبی فی جزئہ الحدیثی عن ابی ھریرۃ، و ابن النجار فی الدرۃ الثمینۃ عن انس بن مالک وصدر الحدیث مروی عن ابن عمر

عقیلی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے، اور یعقوبی نے جزء الحدیثی میں ابوہریرہ سے، اور ابن النجار نے الدرۃ الثمینۃ میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور صدر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[۱] شعب الایمان باب المناسک حدیث ۴۱۵۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۴۸۷

[۲] المواہب اللدنیہ حکم نذر الزیارۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵۷۳-۵۷۴

اور میں روزِ قیامت اپنے زائر کا گواہ یا شفیع ہوں گا۔[1]

حدیث ۵ علہ: جو میری قبر کی' یا فرمایا میری زیارت کرے میں اس کا شافع وشاہد ہوں۔[2] غرض یہ مضمون بہت حدیثوں میں وارد۔

حدیث ۶ علہ: جو مکہ جا کر حج کرے پھر میرے قصد سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لیے دو حج مبرور لکھے جائیں۔[3] اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: حج مبرور علہ کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں۔[4]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رضی اللہ تعالٰی عنہما، رواہ سعید بن منصور والمحاملی والطبرانی وابویعلٰی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی وابن عساکر وابن الجوزی وابن النجار وعن حاطب رواہ الدارقطنی والمحاملی والبیہقی وابن عساکر وعن علی کرم اللہ وجہہ رواہ یحیٰی بن جعفر الحسینی فی اخبار المدینۃ، واوردہ ابوسعید فی شرف المصطفٰی ۱۲ منہ (م)

سے مروی ہے۔ اسے سعید بن منصور، محاملی، طبرانی، ابویعلٰی، ابن عدی، دارقطنی، بیہقی، ابن عساکر، ابن جوزی اور ابن نجار نے روایت کیا اور حاطب سے مروی ہے اسے دارقطنی، محاملی، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اسے یحیٰی بن جعفر الحسینی نے اخبار المدینہ میں روایت کیا۔ اور ابوسعید نے اسے شرف المصطفٰی میں بیان کیا ۱۲ منہ (ت)

علہ رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی وابونعیم وابن عساکر عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابوداؤد طیالسی، بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

علہ مرفی صدر الفصل ۱۲ منہ (م)

فصل کے شروع میں گزرا ۱۲ منہ (ت)

علہ رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ

اسے امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اصبہانی اور بیہقی

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] کتاب الضعفاء الکبیر ترجمہ ۱۵۱۳ فضالۃ بن سعید دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۴۵۷

[2] مسند ابوداؤد الطیالسی حدیث من زار قبری دارالمعرفۃ بیروت ص ۱۲ و ۱۳

[3] جذب القلوب باب چہارم در فضائل زیارۃ سید المرسلین نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۶

[4] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب وجوب العمرۃ وفضلہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۸

حدیث ۷[1]: جو بالقصد میری زیارت کو حاضر ہو روزِ قیامت میرے سایۂ دامان میں ہو۔[1]

حدیث ۸[2]: جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالٰی اس سے فرائض کا حساب نہ لے۔[2]

حدیث ۹[3]: جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ پر جفا کی۔[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والاصبہانی والبیہقی عن ابی ھریرۃ و احمد عن عامر بن ربیعۃ وعن جابر بن عبد اللہ والطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عباس واحمد والترمذی والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم، قال الترمذی حسن صحیح، قلت وقد روی من غیر وجہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

نے حضرت ابوہریرہ سے اور احمد نے عامر بن ربیعہ سے اور جابر بن عبد اللہ سے، اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابن عباس سے، اور احمد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ میں کہتا ہوں یہ متعدد وجوہ سے مروی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[1] سبق ذکرہ فی صدر الفصل ۱۲ منہ (م)

فصل کے شروع میں پیچھے اس کا ذکر ہوچکا ۱۲ منہ (ت)

[2] رواہ ابو الفتح الازدی بطریق سفیان الثوری عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابو الفتح ازدی نے بطریق سفیان ثوری منصور سے ابراہیم سے علقمہ سے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

[3] رواہ ابن حبان والدارقطنی وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما وفی الباب عن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ۱۲ منہ (م)

اسے ابن حبان، دارقطنی، ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے اور اس باب میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شعب الایمان حدیث ۴۱۵۲ باب المناسک دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۴۹۰

[2] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ بحوالہ (فت) کتاب الحج فصل ثالث " " " ۲/ ۱۷۵

[3] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ نعمان بن شبل دار الفکر بیروت ۷/ ۲۴۸۰

حدیث[ع1] ۱۰: جو اُمتی میرا قدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی عذر نہیں[1]

حدیث[ع2] ۱۱: جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اسے جواب دیتا ہوں[2]۔ السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته۔

حدیث[ع3] ۱۲: جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے اللہ تعالٰی اس پر ایک[ع4] فرشتہ مقرر فرمائے کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اور روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں[3]۔

حدیث[ع5] ۱۳: اللہ تعالٰی نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو[4]۔

ع۱ه رواہ ابن النجار عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه ۱۲ منه (م)
اسے ابن نجار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

ع۲ه رواہ الامام احمد وابوداؤد عن ابی ھریرة رضی الله تعالٰی عنه باسناد صحیح قاله المناوی ۱۲ منه (م)
اسے امام احمد اور ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ یہ مناوی نے کہا ۱۲ منہ (ت)

ع۳ه ھذا حدیث ابی ھریرة رضی الله تعالٰی عنه اوردہ فی الجوھر المنظم ذکرہ العلامة الزرقانی فی شرح المواھب ۱۲ منه (م)
یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ہے اسے جوہر المنظم میں درج کیا گیا ہے۔ علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۴ه دربارِ شاہی کا داب ہے کہ حاضرین کی عرض بھی عرض بیگی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ورنہ حضور پر دلوں کے ارادے تک روشن ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ع۵ه رواہ الطبرانی عن ابن عمر الفاروق رضی الله تعالٰی عنه ۱۲ منه (م)
اسے طبرانی نے حضرت ابن عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

۱؎ تنزیہ الشریعة المرفوعہ بحوالہ تاریخ ابن نجار کتاب الحج فصل ثانی دارالکتب العلمیة بیروت ۲/ ۱۷۲
۲؎ سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارة القبور آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۷۹
۳؎ شعب الایمان باب فی المناسک حدیث ۴۱۵۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۳/ ۴۸۹
۴؎ کنز العمال بحوالہ نعیم بن حماد فی الفتن حدیث ۳۱۸۱۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۳۷۸
" " طب وحل عن ابن عمر حدیث ۳۱۹۷۲ " " " ۱۱/ ۴۲۰

حدیث ۱۴ : میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں۔[۱]

حدیث ۱۵ : میری حیات و ممات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں، تمہارے اعمال میرے حضور پیش کیے جاتے ہیں میں نیکیوں پر شکر کرتا اور برائیوں پر تمہارے لیے استغفار فرماتا ہوں۔[۲]

حدیث ۱۶ : بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے تو اللہ کا نبی زندہ ہے روزی

ع۱ اخرجہ الاصبھانی وابن عدی فی الکامل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)

اسے اصبہانی اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

ع۲ رواہ الحارث فی مسندہ وابن سعد فی طبقاتہ والقاضی اسمٰعیل بسند صحیح عن بکر بن عبد اللہ المزنی التابعی الثقۃ مرسلا و البزار مثلہ باسناد صحیح عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ غفر لہ (م)

حارث نے اپنی مسند میں اور ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور قاضی اسمٰعیل نے بسند صحیح بکر بن عبد اللہ المزنی التابعی الثقہ سے مرسلاً اور ایسے ہی صحیح اسناد کے ساتھ بزار نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

ع۳ صدر الحدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اخرجہ الائمۃ احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ و الحاکم والدارقطنی وابن خزیمۃ وابن حبان وابونعیم وغیرھم عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ وصححہ ابنا خزیمۃ وحبان و الدارقطنی وحسنہ عبد الغنی والمنذری وقال ابن دحیۃ انہ صحیح محفوظ بنقل العدل عن العدل اھ واخرجہ الطبرانی

حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ اس کو ائمہ کرام ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، دارقطنی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابو نعیم وغیرہم نے اوس بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کیا ہے، اور اس کو ابن خزیمہ، حبان اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے۔ اور عبد الغنی اور منذری نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن دحیہ نے کہا کہ یہ صحیح محفوظ ہے اور اس کے تمام راوی عادل ہیں، اور طبرانی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے اور ابن عدی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[۱] جذب القلوب باب چہاردہم در زیارت النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نولکشور لکھنؤ ص ۱۹۹

[۲] کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن بکر بن عبد اللہ المزنی حدیث ۳۱۹۰۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۰۷

[۳] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

دیا جاتا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[1]

حدیث ۱۷: میری اس مسجد میں نماز اور مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے۔[2] (عہ۱)

حدیث ۱۸: جو حرمین میں سے کسی حرم میں مرے روزِ قیامت بے خوف اٹھے۔[3] (عہ۲)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبیہقی عن ابی ہریرۃ وابن عدی عن انس ومع زیادۃ فنبی اللہ حی یرزق[4] رواہ ابن ماجۃ بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ۱۲ منہ (م)

نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اس اضافہ "تو اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے" ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۱ رواہ احمد والستۃ الا اباداؤد عن ابی ہریرۃ واحمد ومسلم والنسائی و ابن ماجۃ عن ابن عمر ومسلم عن ام المؤمنین میمونۃ واحمد عن جبیر بن مطعم وعن سعد وعن الارقم بن ابی الارقم وکابن ماجۃ عن جابر بن عبداللہ وکابن حبان عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ۱۲ منہ (م)

اس حدیث کو امام احمد اور صحاح ستہ کے ائمہ نے ماسوائے ابوداؤد کے سب نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، اور امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور مسلم نے ام المؤمنین حضرت میمونہ سے اور احمد نے جبیر بن مطعم اور سعد اور ارقم بن ابی الارقم سے اور ابن ماجہ کی طرح جابر بن عبداللہ سے اور ابن حبان کی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ۱۲ منہ (ت)

عہ۲ مروی عن انس بن مالک عند البیہقی و عن بکر بن عبداللہ وعن حاطب وعن امیر المؤمنین عمر وعن غیرھم رضی اللہ تعالٰی عنہم تتمۃ للحدیث الاول والرابع و الخامس والسابع وقد مرتخاریجھا ۱۲ منہ (م)

یہ بیہقی کے ہاں انس بن مالک اور بکر بن عبداللہ، حاطب اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہے یہ پہلی، چوتھی، پانچویں اور ساتویں حدیث کا تتمہ ہے۔ اس کی تخاریج گزر چکیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹
[2] صحیح مسلم باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۶
[3] شعب الایمان باب فی المناسک حدیث ۴۱۵۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۴۹۰
[4] سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

حدیث ۱۹ عله: مدینہ مکہ سے افضل ہے۔[1]

حدیث ۲۰ عله: جس سے مدینہ میں مرنا ہوسکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔[2]

اللّٰھم ارزقنا علی الایمان والسنۃ بجاھہ عندک باعظم المنۃ اٰمین اٰمین اٰمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔

م: ھنالکم یامعشر الحجاج — اذجئتم من ابعد الفجاج

ت: اے گروہِ حاجیاں! تمہیں مژدہ جب آئے تم دُور دراز راہوں سے۔

م: لبّیتم، واللّٰہ خیر داع — فمنکم، تقبل المساعی

ت: تم نے لبّیک کہی اور اللہ تعالٰی بہتر بلانے والا ہے اپنی عبادت کی طرف، تو تمہاری کوششیں مقبول ہوں۔

م: وقد حویتم، عظیم المنۃ — والحج مبرورًا جزاہ الجنۃ

ت: اور بیشک تم نے بڑا احسان جمع کیا اور اچھے حج کا بدلہ بہشت ہے۔

م: خصکم الرحمٰن بالغفران — وعمکم بالفضل والاحسان

ت: رحمان نے تمہاری خاص مغفرت کی اور تم سب پر فضل و احسان عام کیا۔

ش: یہ اخبار بطور رجا ہے بنظرِ احادیث کثیرہ عله کہ اس معنی میں وارد ہوئیں یا دُعا مراد ہے اور تخصیص مغفرت

عله رواہ الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الافراد عن رافع بن خدیج رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ (م)	اس کو طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ۱۲ منہ (ت)
عله رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما وصححہ الترمذی ۱۲ منہ (م)	اس کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ۱۲ منہ (ت)

عله اس بارے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، فضائلِ حج وعمرہ میں حضرت والد قدس سرہ الماجد نے جواہر البیان شریف

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] المعجم الکبیر مروی از رافع بن خدیج حدیث ۴۴۵۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴/ ۲۸۸

[2] جامع الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل المدینہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۳۱

کے یہ معنے نہیں کہ خاص تمہاری مغفرت ہو، بلکہ یہ کہ تمہاری خاص[عہ] مغفرت ہو۔

م : فالتزموا الحمد لہ والشکرا اذ ھذہ النعمۃ منہ الکبرٰی

ت : تو حمد و شکرِ الٰہی کا التزام کرلو کہ یہ نعمت اس کی بہت بڑی ہے۔

م : وعظموا النبی بالسلام علیہ فھو المسک للختام

ت : اور نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم کرو ان پر سلام بھیج کر کہ یہ مُشک ہے مہرِ خاتمہ کے لیے۔

م : والہٖ خلاصۃ الانام مع صحبہ الافاضل الکرام

ت : اور ان کی آل پر کہ خلاصہ مخلوقات ہیں مع صحابہ کے کہ بہت فضیلت و کرم والے ہیں۔

ف : اس قسم کے کلمات اہلِ عرف مقامِ مدح میں استعمال کرتے ہیں مثلاً امام الائمہ ابوحنیفہ، سید الاولیاء حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہما بلکہ علماء و ساداتِ عصر کو لکھتے ہیں، افضل المحققین، اکمل المدققین، خلاصہ دودمانِ مصطفوی، نقاوۂ خاندانِ مرتضوی اور ان الفاظ سے عموم و استغراقِ حقیقی مراد نہیں لیتے ورنہ بایں معنی امام الائمہ و سید الاولیاء حضور اقدس سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں و بس، اور اگر اُمت[عہ] میں لیجئے تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ، اسی طرح خلاصہ دودمانِ مصطفوی حضرت بتول زہرا ہیں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میں ستر سے زائد حدیثیں ذکر فرمائیں ان میں بہت احادیث اس معنی کی مفید ملیں گی، سب سے اعلٰی یہ ہے کہ صحیحین میں آیا حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: جو حج کرے اور اس میں رفث و گناہ سے بچے ایسا پاک ہو کر پلٹے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا[۱]۔ ۱۲ منہ

عہ یعنی مغفرتِ عامہ سے جُدا و ممتاز ۱۲ منہ

عہ یہ اس لیے کہہ دیا کہ اولیاء کا اطلاق کبھی بمعنے اعم آتا ہے یعنی ہر محبوبِ خدا، تو انبیاء بلکہ ملائکہ کو بھی شامل، اس معنی پر قرآن عظیم میں فرمایا: الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون[۲] (سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ ت) بایں معنی سید الاولیاء حضور سید المحبوبین ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم، اور کبھی ماورائے انبیاء و مرسلین مراد لیتے ہیں ہزاروں بار سُنا ہوگا انبیاء و اولیاء، اور عطف مقتضی مغایرت ہے اس معنی پر سید الاولیاء حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں کہ باجماع اہلِ سنت تمام امت سے افضل و اکمل

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[۱] الترغیب والترھیب کتاب الحج الترغیب فی الحج مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۶۳
صحیح بخاری کتاب المناسک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۶

[۲] القرآن ۱۰/ ۶۲

اور اُوپر سے لیجئے تو حضرت مولا مشکلکشا ۔ اور نقاوۂ خاندانِ مرتضوی حضرت حسن علٰی مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہیں اور اس لفظ کا تیسرا اطلاق اخص اور ہے جس میں صحابہ بلکہ تابعین کو بھی شامل نہیں رکھتے کہ وہ اسمائے خاصہ سے ممتاز ہیں، جیسے کہتے ہیں اس مسئلہ پر صحابہ و تابعین و اولیائے اُمت و علمائے ملّت کا اجماع ہے' اس وقت یہ لفظ اصطلاحِ مشائخ وصوفیہ کا ہم عنان ہوتا ہے ۔ اس معنی پر بیشک حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدالاولیاء ہیں لا یخص منہ نفس الا ان یقوم دلیل (اس معنی کر اولیاء میں آپ بلا تخصیص سب کے سردار ہیں بغیر دلیل کسی ولی کی تخصیص نہ ہوگی) تو فرمان واجب الاذعان" قدمی ھذا علٰی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے ۔ ت) میں تخصیص بلا مخصص کی اصلاً حاجت نہیں ، کماحققناہ فی المجیر المعظم (جیساکہ ہم نے المجیر المعظم میں اس کی تحقیق کی ہے ۱۲ منہ غفرلہ ۔

ع[1] ہم نے اپنی کتاب " مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" کے منہیات پر متعدد حدیثوں سے ثابت کیا کہ حضرت سبطِ اکبر حضرت سبطِ اصغر سے افضل ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما ، از انجملہ حدیث طبرانی کہ حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :

" حسن کے لیے میری ہیبت و سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرأت و بخشش ۔"[1]

دوم حدیث احمد و ابوداؤد کہ فرمایا :

" حسن میرا ہے اور حسین علی کا ۔"[2]

سوم حدیث ابو یعلٰی کہ فرمایا :

" حسن تمام جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں ۔"[3]

وھذا حدیث حسن، نص صریح فیما قلنا (یہ حدیث ہمارے دعوٰی پر صریح نص ہے ۔ ت) فقیر بدلیل احادیث یہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس معنٰی کی تصریح پائی والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ ۔

۱؎ مجمع الزوائد باب فیما اشترک الحسن والحسین الخ	دار الکتاب العربی بیروت	۹/ ۱۸۵
۲؎ مسند احمد بن حنبل مروی از مقدام بن معدیکرب	دار الفکر بیروت	۴/ ۱۳۲
۳؎ مجمع الزوائد باب ماجاء فی الحسن بن علی	دار الکتاب العربی بیروت	۹/ ۱۷۸

پس واضح ہوگیا کہ طورِ متعارف پر حضراتِ آلِ اطہار کو خلاصۂ مخلوقات کہنا بہت صحیح ہے اور اس سے ان کی فضیلت انبیاء و مرسلین بلکہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر لازم نہیں آتی کہ جو امورِ عقائد حقہ میں مستقر ہو چکے وہ خود ایضاح مراد کو بس ہیں۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام کاثرًا وافرًا علی الحبیب الجلیل باطنًا وظاہرًا واٰلہٖ وصحبہٖ سادۃ الورٰی ما طلعت شمسٌ و بدرٌ سرٰی۔

تکمِلہ

حج وعمرہ کی ترکیب اور اوّل سے آخر تک ان کے افعال کی ترتیب اور آدابِ زیارتِ قبرِ حبیب علیہ صلوٰۃ القریب المجیب میں

یہ شرح کہ حسبِ فرمائش حضرت مصنف نہایت مختصر لکھی گئی اگرچہ بحمد اللہ کار آمد مسائل پر مشتمل اور اختیار راجح و ترکِ مرجوح میں تام و کامل، جسے نہ جاننے کا گروہ کہ کتبِ کثیرہ فقہیہ جمع کر کے نظرِ تدقیق و فکرِ عمیق سے کام لے سکے اور اس کے ساتھ وقتِ اختلافِ ترجیح یا عدمِ تصریح بافتاء و تصحیح رسمِ افتاء و آدابِ مفتی کے مسالکِ بعیدہ و معارکِ عدیدہ میں مہارت رکھے بایں ہمہ بحمد اللہ جا بجا ارشاداتِ لطیفہ و تنقیداتِ شریفہ ہیں جن پر اطلاع ذہنِ ثاقب کا کام، والحمد للہ ولی الانعام، قلتُہٗ شکرًا لا بطرًا و فخرًا والعیاذ باللہ مما لا یرضاہ، مگر ازاں جا کہ اوّل تا آخر ترکیبِ اعمال و ترتیبِ افعال بیان نہ ہوئی جس کی طرف عام حجاج کو عمومًا اور عوام کو خصوصًا حاجت، اور اس کے نہ جاننے سے اکثر اوقات کم علم مسلمانوں کو دقت ہوتی ہے، لہٰذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے چاہا کہ امورِ مذکورہ سے شرح کی تکمیل اور آخر میں قدرے آدابِ زیارت سراپا طہارت کی مختصر تفصیل کروں کہ عام مومنین کو ان شاء اللہ تعالیٰ خود بصیرت ملے اور مُطوّفوں، مُزَیِّروں کی حاجت نہ رہے۔ سفر مبارک حرمین طیبین سے معاودت فرما کر حضرت تاج العلماء، سراج الکملاء، سیّد الفقہاء، سند الفضلاء، حضرت والد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب "جواہر البیان فی اسرار الارکان" میں اس جلیل کام کو نہایت تک پہنچایا اور طہارت و صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ کے اسرارِ دقیقہ و لطائفِ انیقہ ارشاد فرما کر حج و زیارت کا بیان بے مثیل و عدیل تحریر فرمایا

جزاہ اللہ تعالیٰ خیر جزاء واعلیٰ درجاتہ فی دار اللقاء آمین! اس جمیل کتاب جلیل مستطاب کی لطافت وخوبی و دلکشی ع

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

(بخدا، چکھے بغیر اس شراب کا ذائقہ معلوم نہ ہوسکے گا)

اس مبارک کتاب کے نصف سے زائد میں یہی بیان جانفزا ہے، فقیر اس کی دو فصلوں سے چند حروف تلخیص[1] کرتا ہے وباللہ التوفیق وھدایۃ الطریق۔

حج وعُمرہ کی ترکیب

احرام کی ترکیب تو ہم اُوپر لکھ چکے یہاں اتنا جانئے کہ حاجیوں[2] کا احرام تین[3] طرح ہوتا ہے۔ تنہا حج کی نیت[3] اسے افراد کہتے ہیں، اور ایسے حاجی کو مفرِد، یا یہ کہ میقات[4] پر صرف عُمرہ[5] کا ارادہ کرے، مکہ معظمہ پہنچ کر

عـــ۱ غالباً اسی کا خلاصہ ہے اگرچہ کہیں کہیں کچھ حرف زاید کیے گئے ۱۲ منہ

عـــ۲ چوتھا احرام تنہا عمرہ کا ہے جو تمتع وقِران سے جُدا ہو اسے افراد بالعمرہ کہتے ہیں وُہ حاجی کا احرام نہیں ۱۲ منہ

عـــ۳ یعنی جس کے وقوف عرفہ ہوجانے تک احرام عمرہ نہ ہو ورنہ نیتِ حج نیتِ عمرہ سے متمتع ہوکر قران کی شکل آجائیگی کما فصّلناہ علٰی ھامش رد المحتار (جیسا کہ ہم نے رد المحتار کے حاشیہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔ ت) ۱۲ منہ

عـــ۴ قید بالمیقات لبیان الطریق للشروع للمتعۃ فان غیر الآفاقی لا یجوزلہ التمتع والآفاقی لا یجوزلہ التجاوز بغیر احرام والا فان تمتع المکی او تجاوز الآفاقی ثم تمتع کان متعۃ بلا شك وان اثما خلافا لما یوھمہ بعض العبارات والروایات من ارتاب فعلیہ بشرح اللباب ۱۲ منہ (م)

میقات کی قید تمتع کے مشروع طریقہ کو بیان کرنے کے لئے ہے کیونکہ تمتع آفاقی یعنی میقات کے باہر والوں کے لئے جائز ہے غیر آفاقی کے لیے جائز نہیں جبکہ آفاقی کو میقات سے آگے احرام کے بغیر گزرنا منع ہے ورنہ اگر مکی نے تمتع کرلیا اور آفاقی نے بغیر احرام میقات سے گزر کر تمتع کرلیا تو دونوں کے تمتع ہوجائیں گے اگرچہ ان کو گناہ ہوگا اُس کے خلاف بعض عبارات اور روایات سے وہم ہوتا ہے جس سے بعض حضرات کو وہم ہوا ہے ایسے حضرات کو چاہیے کہ وہ شرح لباب کی طرف رجوع کریں ۱۲ منہ (ت)

عـــ۵ میقات، سے نہ کہا کہ میقات سے ابتدائے احرام ضرور نہیں میقات پر محرم ہونا درکار ہے خاص وہیں باندھے یا پہلے سے باندھا ہو تاکہ تجاوز بے احرام نہ ہو بل الافضل ھو التقدیم علی المیقات المکانی بشرطہ کما نصوا علیہ (بلکہ میقات مکانی پر مقدم ہونا افضل ہے کہ وہ شرط ہے جیسا کہ اس پر نص ہے ۱۲ منہ ۔ ت)

اشہر الحج[عہ۱] میں عمرہ کرکے وہیں[عہ۲] حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور اس حاجی کو متمتع، یا یہ کہ حج وعمرہ دونوں کی نیت جمع[عہ۳] کرے اسے قِران کہتے ہیں اور حاجی کو قارِن اور زیادہ ثواب اسی میں ہے۔

جب حرمِ مکّہ کے متصل پہنچے بادب وخشوع پیادہ پا داخل ہو اور برہنہ پاؤں تو بہتر ہے، جب مکہ معظمہ تک آئے نہا کر جانا مستحب ہے۔ جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے دعا مانگے کہ محلِ اجابت ہے۔ باب السلام پر جاکر آستانۂ پاک کو بوسہ دے، دہنا پاؤں پہلے رکھ کر بسم اللہ کہہ کر داخل ہو، بعدہٗ اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنتِ مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو مرد اضطباع[عہ۶] کرے اور

عہ۱ اشہر حج یکم شوال سے دہم ذی الحجہ تک ہیں ۱۲ منہ

عہ۲ تمتع کے لیے اکثر طوافِ عمرہ یعنی چار پھیروں کا ان مہینوں میں واقع ہونا ضرور ہے اگرچہ پورا عمرہ ان میں نہ ہو مثلاً تین پھیرے رمضان میں کر لیے چار شوال میں کیے ہوں یُوں بھی تمتع ہوسکتا ہے کہ اکثر کے لیے حکم کل کا ہے تو جن دنوں میں اکثر طواف واقع ہوگا انہی میں عمرہ ہونا ٹھہرے گا ۱۲ منہ۔

عہ۳ وہیں اس لیے کہہ دیا کہ عمرہ کے احرام سے نکل کر اپنے وطن کو واپس جائے، اس کے بعد آکر حج کا احرام باندھے تو متمتع نہ ہوگا، عمرہ الگ رہا حج الگ رہا اگرچہ اسی سال کرے۔ دوسرا فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ حج کا احرام وہیں یعنی حرم سے باندھے کہ اس کا حکم مثل مکّی کے ہے اور مکّی کے لیے حج کا میقات حرم ہے اگر حل سے باندھے گا دم دے گا، ہاں غیر مکّی کا تمتع یوں بھی صحیح ہے پر یہاں جائز و مسنون شکل کا بیان ہے ۱۲ منہ

عہ۴ جمع کرنے کے ظاہر عتبادر معنے یہ ہیں کہ ایک ہی وقت میں دونوں کی نیت کرے یہ شکل خاص سنت ہے، اور اگر پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور ہنوز اس کے چار پھیرے نہ کئے تھے کہ حج کا احرام کر لیا جب بھی قِران ہوگیا، یونہی اگر پہلے فقط حج کا احرام کیا تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام کر لیا تو بھی قارن ہوا مگر خلافِ سنّت کیا خصوصاً جبکہ احرام عمرہ بعض افعالِ حج میں شروع کے بعد ہو کہ زیادہ بُرا ہے ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز

عہ۵ تنبیہ: احرام کی بارہ[۱۲] صورتیں ہیں جن میں ایک تمتع ہے اور باقی گیارہ میں بعض ائمہ کے طور پر پانچ افراد ہیں اور چھ قِران، اور بعض محققین کی تحقیق پر آٹھ افراد ہیں تین قِران۔ اس کی نفیس وجلیل توضیح وتفصیل ہم نے ہوامش ردالمحتار پر کی کہ غالباً دوسری جگہ نہ ملے گی، وہاں سے ان تین قسموں کی پُوری پُوری جامع مانع تعریف ظاہر ہوتی ہے یہاں صرف صاف صاف عام فہم بات لکھ دی ہے ۱۲ منہ

عہ۶ تنبیہ: طوافِ قدوم میں رمل واضطباع وسعی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے، اگر کرے گا تو طوافِ زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ ہوگی ورنہ وہاں کرنے ہوں گے اور اس دن ہجوم بہت ہوتا ہے اور کام بھی زیادہ، لہٰذا ہم نے بنظرِ آسانی مطلقاً ان امور کو داخلِ ترتیب کر دیا اور قارن کو تو خود افضل ہی ہے کہ یہ باتیں اسی طوافِ قدوم میں بجا لائے ۱۲ منہ

عورت بے اضطباع حجرِ اسود کی دہنی طرف رکنِ یمانی کی جانب سنگِ مکرم کے قریب یُوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے اپنے دستِ راست کی طرف رہے پھر طواف کی نیت کر کے کعبہ کو منہ کیے اپنی دہنی سمت چلے۔ جب سنگِ اسود کے مقابل ہو اور یہ بات ادنیٰ حرکت سے حاصل ہو جائے گی، کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر ہتھیلیاں جانبِ حجر رہیں، بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ کہے اور حجرِ مطہر پر دونوں کف دست اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یُوں بوسہ لے کہ آواز نہ پیدا ہو[1]، تین بار ایسا ہی کرے، اگر بے ایذا و کشمکش میسّر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مَس کر کے انھیں چُوم لے، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انھیں بوسہ دے لے پھر درِ کعبہ کی طرف بڑھے۔ جب محاذاتِ حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنی طرف کر کے بے ایذا و مزاحمت مرد رمل کرتا (اور عورت بے رمل) چلے۔ طواف میں کعبہ سے جتنا پاس ہو بہتر، مگر اتنا نہ کہ پشتۂ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں ازدحام سے رمل نہ کر سکے تو دُوری افضل ہے۔ جب رکنِ یمانی پر آئے اسے دونوں ہاتھوں یا دہنے سے تبرکاً چھُوئے، نہ صرف بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہو سکے تو کچھ نہیں[2] یہاں تک کہ حجرِ اسود تک آ جائے، یہ ایک پھیرا ہُوا، یُوں ہی سات پھیرے کرے، مگر رمل تین پھیروں کے بعد نہیں۔ ختمِ طواف میں بھی حجرِ اسود پر بوسہ دے، پھر مقامِ ابراہیم میں آکر جہاں تک مُیَسّر ہو دو رکعت طواف پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے، اس کے بعد دُعا مانگے، پھر ملتزم میں آئے کہ اس پارہ دیوار کا نام ہے جو درمیان حجرِ اسود و درِ کعبہ کے ہے، یہاں قریب حجر ملتزم سے لپٹے اور اپنا سینہ، پیٹ، دہنا رخسارہ کبھی بایاں کبھی تمام منہ اس پر رکھے۔ دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلائے یا دہنا دروازے اور بایاں حجر کی طرف اور دعا کرے۔ پھر زمزم پر آئے، ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے ورنہ کسی سے لے کر آبِ مطہر رُو بکعبہ تین سانسوں میں ہر بار بسم اللہ سے شروع، الحمد پر ختم کرتا خوب پیٹ بھر کر پیے، باقی بدن پر ڈال لے۔ پیتے وقت دُعا کرے کہ قبول ہے۔ کُنویں کے اندر بھی نظر کرے کہ دافعِ نفاق ہے۔ اب اگر کوئی عذر مثلِ استراحت وغیرہ نہ ہو تو صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجرِ اسود کو بطورِ مذکور چُومے، اور نہ ہو سکے تو فقط اس کی طرف مُنہ کر کے فوراً بابِ صفا سے جانبِ صفا روانہ ہو، دروازے سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور داہنا پہلے جُوتے میں ڈالے، پھر صفا کی سیڑھی پر چڑھے کہ کعبہ نظر آئے، رُو بکعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دُعا میں کرتے ہیں۔ دیر تک تکبیر،

---

[1] یہ ادب ہر بوسۂ تعظیم مثلاً اولیا و علماء کے دست و پا چُومنے میں بھی ملحوظ رکھے ۱۲ منہ

[2] یعنی بوسہ و مس نہ ملے تو یہاں یہ نہیں کہ لکڑی سے چھُو کر اسے چُومے یا ہاتھوں سے اشارہ کر کے بوسہ دے یہ باتیں صرف حجرِ اسود میں ہیں ۱۲ منہ۔

تہلیل، درود و دُعا میں رہے کہ محلِ اجابت ہے پھر اُتر کر ذکر و درود میں مشغول مروہ کو چلے۔ ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوارِ مسجد الحرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنھیں میلین اخضرین کہتے ہیں۔ مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد نہ کسی کو ایذا دیتے، یہاں تک کہ دوسرے میل سے نکل جائیں۔ اتنے راستے کو "مسعٰی" کہتے ہیں۔ عورتیں نہ دوڑیں۔ اس مابین میں دُعا بجہد کرے۔ میلِ دوم سے پھر آہستہ ہولے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے، یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کرکے جیسے صفا پر کیا تھا کرے، یہ ایک پھیرا ہوا۔

پھر صفا پر جائے اور مسعٰی میں دوڑے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ واضح ہو کہ عمرہ صرف انہی افعال طواف و سعی کا نام ہے۔ قارِن و متمتع کے لیے یہی عمرہ[1] ہوگیا، اور مفرد کے لیے طوافِ قدوم مگر قارِن اسی طرح بہ نیتِ طوافِ قدوم ایک طواف و سعی اور کرے، اور وہ اور مفرد دونوں احرام میں رہیں، لبیک گویاں مقیمِ مکہ ہوں بخلاف متمتع کہ تنہا عمرہ والے کی طرح شروعِ طواف سے بوسۂ حجر لیتے ہی لبیک چھوڑ دے اور طواف و سعی مذکور کے بعد حلق یا تقصیر کرکے احرام[2] سے باہر آئے، پھر چاہے تو ہشتم ذی الحجہ تک بے احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد احرامِ حج باندھ لے اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام کی قیدیں مجھ سے نہ نبھیں گی۔

ایامِ اقامت میں یہ سب[3] حجاج جس قدر ہو سکے نرا طواف بے سعی و رمل و اضطباع کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں پر مقامِ ابراہیم میں دو رکعت پڑھیں، ساتویں تاریخ بعد نمازِ ظہر مسجد الحرام شریف میں امام کا خطبہ سنے۔ آٹھویں تاریخ جس[4] نے ابھی احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور حج[5] کے رمل و سعی پیشتر کرنا چاہے،

ع۱ اگرچہ انھوں نے ان افعال میں نیتِ عمرہ نہ کی ہو ۱۲ منہ

ع۲ مگر جس متمتع نے سوقِ ہدی کیا ہو اُسے قارِن کی طرح احرام سے باہر آنا روا نہیں ۱۲ منہ

ع۳ یعنی یہ چند سطریں بیچ میں خاص متمتع کے بیان میں تھیں آگے پھر عام احکام ہیں جن میں قارن، متمتع، مفرد سب شریک ۱۲ منہ

ع۴ اور وُہ وہی متمتع ہوگا جو عمرہ کرکے احرام سے باہر آیا یا مکی جس نے ابھی حج کا احرام نہ کیا ۱۲ منہ

ع۵ مفرد و قارِن نے طوافِ قدوم میں جو رمل و سعی کی وُہ حج کی تھی اب انھیں طوافِ زیارت میں فراغت رہے گی پر متمتع کے لیے طوافِ قدوم نہیں اور وُہ رمل و سعی کہ اس نے کی تھی عمرہ کی تھی اس سے حج کی رمل و سعی ادا نہ ہوئی تو اسے طوافِ زیارت میں کرنے ہوں گے لہذا اگر بخیالِ زحمت و قلتِ فرصت یہ بھی پیشتر فارغ ہولینا چاہے تو ایک نفل طواف کے ساتھ ادا کرے ۱۲ منہ

تو ایک طواف نفل کے ساتھ کرلے، جب آفتاب نکل آئے سب منٰی کو چلیں بشرطِ قوت پیادہ کہ جب تک مکہ پلٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات[1] کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ سو ہزار کا لاکھ، سو لاکھ کا کروڑ، سو کروڑ کا ارب، سو ارب کا کھرب۔ یہ نیکیاں[2] تخمیناً اٹھتر کھرب چالیس ارب آتی ہیں اور خدا کا فضل اس نبی کے صدقے میں اس امت پر بہت ہے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، راہ میں لبیک و دُعا و درود و ثنا کی کثرت کرے۔ منٰی دیکھ کر دُعا مانگے، وہاں شب باش ہو کر آج کی ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں پڑھے، یہ رات ذکر و عبادت میں جاگ کر یا با طہارت سوتا گزارے، جب صبح ہو نماز مستحب وقت پڑھ کر لبیک و ذکر میں رہے یہاں تک کہ آفتاب "کوہِ ثبیر" پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلے، قلب کو خیالِ غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے۔ راستہ کثرتِ لبیک و ذکر و درود و توبہ و استغفار میں کاٹے۔ جب نگاہ جبلِ رحمت پر پڑے ان امور میں جہدِ تام کرے کہ ان شاء اللہ وقتِ قبول ہے۔ عرفات میں اس کوہِ مبارک کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارع عام سے بچ کر اُترے۔ دوپہر تک تضرع و ابتہال اور باخلاص نیت حسبِ استطاعت تصدق و خیرات و ذکر و لبیک و درود و دُعا و استغفار و کلمۂ[3] توحید میں مشغول رہے۔ پھر زوالِ آفتاب سے کچھ پہلے نہائے کہ سنتِ مؤکدہ ہے، یا وضو کرے اور قبل از زوال کھانے پینے وغیرہما ضروریات سے فارغ ہولے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے۔ آج کے دن جیسے کہ حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دُعا میں ضعف نہ ہو، یوں ہی پیٹ بھر کھانا سخت زہر ور، غفلت و کسل کا باعث، تین روٹی بھوک والا

---

[1] حدیث میں یوں ہے کہ پیادہ جانیوالے کو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں حرم کی نیکیوں سے[1]، اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ حرم کی ہر نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے[2] تو سات سو کو لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ ہوئے ۱۲ منہ

[2] عرفات مکہ معظمہ سے نو کوس گنی جاتی ہے۔ آتے جاتے اٹھارہ کوس ہوئے، اور فقیر نے تجربہ کیا کہ عرفی کوس ۱⅓ ہوتا ہے تو تخمیناً ۲۸ میل سمجھو، ہر میل کے چار ہزار قدم، ۲۸ کو ۴۰۰۰ میں ضرب دینے سے ایک لاکھ بارہ ہزار قدم ہوئے انھیں سات کروڑ میں ضرب دیجئے تو وہی ۷۸ کھرب ۴۰ ارب نیکیاں ہوتی ہیں، اور اگر عرفات کو مکہ معظمہ سے ۹ میل ہی رکھئے تو ۷۲ ہزار قدم ہوئے جن کی ۵۰ کھرب ۴۰ ارب نیکیاں، یہ کیا تھوڑی ہیں، اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

[3] یعنی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہ الخیر وھو علٰی کل شیئ قدیر۔ حدیث میں فرمایا: بہتر وہ کلمہ جو آج عرفہ کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے فرمایا یہ ہے ۱۲ منہ

---

[1] و [2] فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳ /۸۷

ایک ہی کھائے[1]، جب زوال ہو لے بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمرہ جائے سنتیں پڑھ کر خطبہ سُن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھے، اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہوگی معًا جماعت میں عصر پڑھ لے بیچ میں سلام کلام تو کیا معنے، ظہر کی پچھلی سنتیں بھی نہ پڑھے، اور بعد عصر بھی نفل نہیں، یہ ظہر و عصر کی جمع جبھی جائز ہے کہ نماز امام اعظم یعنی سلطان یا اس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر وقت سے پہلے باطل ہوگی، بعد نماز فورًا فورًا موقف کو جائے، افضل یہ ہے کہ اونٹ پر امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے رُو بقبلہ پسِ پشت امام کھڑا ہو جبکہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کی اذیت نہ ہو ورنہ جہاں عـ۲ اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے، امام کی دہنی جانب بائیں اور بائیں رُو برو سے افضل ہے۔ اب غایت خشوع و خضوع کے ساتھ لرزتا، کانپتا، ڈرتا، امید کرتا، آنکھیں بند کیے گردن جھکائے، دستِ دُعا آسمان کی طرف اٹھائے، تکبیر، تہلیل، تسبیح، تلبیہ، حمد، ذکر، درود، دُعا، توبہ، استغفار میں ڈوب جائے۔ کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیلِ اجابت و کمالِ سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سا مُنہ بنائے کہ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا۔ ت) اثنائے دُعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے، آج کے دن دُعائیں بہت مقبول ہیں، مگر سب میں بہتر

عـ۱ حدیث میں ہمیشہ تہائی پیٹ کھانے کو فرمایا[1]، ہم جاہلوں سے اس پر عمل نہیں ہوتا تو کاش ایامِ اقامتِ حرمین میں تو اس پر عامل رہیں ورنہ جانِ برادر ؎

انائے کہ پُر شد دگر چوں پرد

(پیٹ جب پُر ہو جاتا ہے تو دوسرے امور ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں)

اے عزیز! ہفتہ بھر اس پر عمل کر دیکھ، پھر اگر اگلی حالت سے کچھ فرق دیکھے ماننا ورنہ اختیار ہے، زندگی ہے تو کھانے پینے کے بہت دن ہیں، حرمین کی اقامت تو نشاط سے گزرے۔ جانِ برادر! اگر اتنا صبر بھی شاق ہے تو ۸ سے ۱۲ تک کہ خاص اعمالِ حج کے دن ہیں اور آٹھ دس روز مدینہ طیبہ کے کہ حضوری مبارک کے ایام ہیں ذرا نفس کی باگ کڑی کر لے ورنہ یقین جان کہ ؎

بسیار خوار ست بسیار خوار

(بسیار خوری ــــ کثیر ذلّت ہے) ۱۲ منہ

عـ۲ یعنی بطنِ عُرَنَہ سے بچ کر کہ وہاں وقوف محض ناجائز ہے وہ عرفات میں ایک نالہ ہے حرم محترم کے نالوں سے مسجد عرفات سے جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں پچھال یعنی کعبہ معظمہ کی طرف ۱۲ منہ

---

[1] الترغیب و الترہیب بحوالہ ترمذی حدیث ۲ الترہیب من الامعان فی الشبع الخ مصطفٰی البابی مصر ۳/ ۳۶

یہ ہے کہ دُعا کے بدلے سارا وقت درود و ذکر و تلاوتِ قرآن میں گزارے کہ دعا[1] والوں سے زیادہ پائے گا۔

غرض اسی حالت تضرع و زاری پر رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور ایک جزو[2] لطیف رات کا آجائے، اس سے پہلے کوچ منع ہے اور ایک ادب واجب الحفظ اس روز یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے سچے وعدوں پر بھروسا کر کے یقین جانے آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کروں گا کہ آئندہ گناہ نہ ہو، اور جو داغ اللہ تعالٰی نے بہ محض رحمت میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔ بعد تیقن غروب فوراً سکینہ و وقار کے ساتھ ہمراہِ امام[3] لبیک و تکبیر و ذکر و درود میں مشغول مزدلفہ جائیں، راہ میں وسعت ملے اور کسی کی ایذا نہ ہو تو سیر میں شتابی کریں۔ نمازِ مغرب و عشاء عرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں جب مزدلفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیادہ ہو جائے اور نہا سکے تو بہتر۔ یہاں جبلِ قزح کے قریب راہ سے بچ کر اتریں۔ اسباب اتارنے، اونٹ کھولنے سے پہلے وقتِ عشاء میں بعد اذان و اقامتِ نمازِ مغرب بہ نیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل سنت و نفل معاً عشاء پڑھ لیں، اس جمع میں جماعت شرط نہیں، صبح تک بقدرِ قدرت یادِ خدا و درود و دُعا میں رہیں، جب صبح ہو نماز صبح اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں، امام کے پیچھے رُو بقبلہ ذکر و لبیک و درود و دُعا میں جہد رکھیں۔ اللہ جل جلالہٗ سے بتضرع تمام حقوق العباد سے خلاصی مانگیں۔ یہاں سے سات کنکریاں اٹھا کر دھو کر رکھ لیں جب خوب روشنی ہو جائے اور آفتاب قریب طلوع آئے ہمراہِ امام لبیک و ذکر میں مشغول منیٰ کو چلیں، جب وادیٔ محسر[4] پہنچیں بقدر پانسو پینتالیس گز شرعی کے سیر میں

ع۱ یہ امر حدیثوں سے ثابت ہے جسے ان کا دیکھنا ہو جواہر البیان شریف مطالعہ کرے۔ خلاصہ ان کا یہ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: "اگر تو اپنی سب دعاؤں کے عوض مجھ پر درود بھیجا کرے گا تو اللہ تعالٰی تیرے سب کام بنا دے گا اور تیرے گناہ معاف فرمائے گا[1]۔" بیہقی کی حدیث میں ہے: "رب العزت جل جلالہٗ فرماتا ہے جو میرے ذکر کے سبب دُعا کی فرصت نہ پائے اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ دوں[2]۔" ترمذی کی حدیث میں ہے: "مولا تعالٰی فرماتا ہے جسے تلاوتِ قرآن ذکر و دُعا کی مہلت نہ دے اسے سب سائلوں سے افضل عطا کروں[3]۔" ۱۲ منہ

ع۲ اس کے معنی ہم اوپر لکھ چکے کہ غروب آفتاب کا یقینی ہوجانا مراد ہے پھر دیر نہ کرے ۱۲ منہ

ع۳ اوپر گزرا کہ ہمراہیِ امام سنت ہے اگر وہ وقتِ مسنون پر کوچ کرے اور معیت میں اپنی یا غیر کی اذیت نہ ہو ۱۲ منہ

ع۴ یہ منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ گز طول رکھتا ہے یہاں آکر اصحاب الفیل ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا اس لیے اس سے جلد گزرنا اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے ۱۲ منہ

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فصل ثانی، مطبع مجتبائی دہلی ص۸۶
[2] شعب الایمان، حدیث ۵۷۲، بیروت ۱/۴۱۳
[3] جامع الترمذی ابواب فضائل القرآن امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۱۶

بے ایذائے اَحدے تیزی کریں اور اس عرصہ میں غضب و عذابِ الٰہی سے پناہ مانگیں، جب منٰی پہنچیں سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کو کہ ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا، جائیں اور بطنِ وادی میں سواری پر جمرہ سے پانچ گز شرعی چھوڑ کر کھڑے ہوں کہ منٰی دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر۔ پس رُخ بجمرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر کہ سپیدیٔ بغل ظاہر ہو، ہر ایک پر بسم اللہ اَللہُ اَکبر کہہ کر ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین گز شرعی کے فاصلہ تک گریں، اس سے زیادہ میں وُہ کنکری شمار میں نہ آئے گی پہلی کنکری سے لبیک موقوف کریں، جب سات پُوری ہوجائیں فورًا ذکر و دُعا کرتے پلٹ آئیں۔ اب قربانیؑ میں کہ متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہوں۔ اگر ذبح کرنا آئے خود ذبح کریں ورنہ ذبح میں حاضر ہوں۔ دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر رُو بقبلہ لٹائیں اور تکبیر کہہ کر نہایت تیز چھری بسرعت تمام پھیریں بعدہٗ ہاتھ پاؤں کھول دیں۔ اُونٹ ہو تو اسے کھڑا کر کے سینہ میں منتہائے گلو پر نیزہ ماریں کہ سنّت یُونہی ہے اور اس کا ذبح مکروہ، اگرچہ حلّت میں کافی ہے۔

بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے قبولِ حج و قربانی کی دُعا کریں۔ جب تک سرد نہ ہو کھال نہ کھینچیں کہ ایذا ہے۔ بعدہٗ رُو بقبلہ بیٹھ کر مرد سارا سر مُنڈائیں کہ افضل ہے یا بال کترائیں کہ رخصت ہے۔ ابتداء دہنی جانب سے کریں، وقتِ حلق اَللہُ اَکبر اَللہُ اَکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اَللہُ اَکبر و للہِ الحمد کہتے جائیں، بعد فراغ بھی کہیں، سب مسلمانوں کی مغفرت مانگیں، بال دفن کر دیں، حلق سے پہلے ناخن نہ کترائیں، خط نہ بنوائیں، عورتوں کو حلق روا نہیں ایک پور برابر بال کتروا دیں، اب جماع و دواعیِ جماع کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہوگیا۔ افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ طوافِ فرض کے لیے جسے "طوافِ زیارۃ" کہتے ہیں، مکہ معظمہ جائیں بدستور مذکور پیادہ پا باطہارت و سترِ عورت بے اضطباعؑ کریں، اسی طرح جو مفرد و متمتع مثلِ قارنؑ رمل و سعیِ حج دونوں خواہ صرف سعیِ حج کسی طوافؑ کامل باطہارت میں

ؑ۱ یہ قربانی عید کی قربانی سے جُدا ہے وُہ مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حاجی ہو ۱۲ منہ

ؑ۲ ہم اوپر لکھ چکے کہ اس طواف میں اضطباع اصلاً نہیں اگرچہ پیشتر نہ کیا ہو ۱۲ منہ

ؑ۳ توضیحِ مسئلہ یہ ہے کہ قارن کو طوافِ قدوم میں رمل و سعی کر لینی افضل ہے وھذا معنی قولہ مثل قارن (اس کے قول "مثلِ قارن" کا یہی معنٰی ہے۔ ت) اور مفرد کو بھی بخیالِ زحمت و قلتِ فرصت اجازت اور متمتع کے لیے اگرچہ طوافِ قدوم نہیں کما بینا من قبل (جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ ت) مگر اسے

(باقی برصفحہ آئندہ)

فارغ ہوچکا ہے وُہ رمل وسعی کرے ورنہ اب دونوں بجالائے، بعد طواف دو رکعت مقامِ ابراہیم میں پڑھیں اس سے عورتیں بھی حلال ہوگئیں۔ بارھویں تک اس کی تاخیر روا، اس کے بعد بلا عذر مکروہ تحریمی موجبِ دم۔

اب دسویں تاریخ نمازِ ظہر مکہ معظمہ میں پڑھ کر پھر منٰے[1] جائے، گیارھویں شب وہیں بسر کرے، نہ مکہ میں نہ راہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہم اوپر لکھ آئے کہ پہلے کرلینا چاہئے تو ایک طواف نفل کے ساتھ کرلے اب یہ لوگ اگر پیشتر ان کاموں سے فارغ ہولیے تھے فبہا، آج حاجت نہ پڑے گی مگر جس نے نہ کیے خواہ قارن ہو یا مفرد یا متمتع، اسے اب کرنے چاہئیں، پر رمل اسی طواف میں مشروع ہے جس کے بعد سعی ہو، تو جس نے ہنوز دونوں نہ کئے ہوں وہ تو ظاہر ہے کہ اس طواف کے ساتھ دونوں کرے گا اور جس نے سعی نہ کی اور رمل کرلیا وہ بھی اب دونوں کرے سعی تو یُوں کہ باقی تھی اور رمل یُوں کہ پہلا رمل جو طواف بے سعی میں واقع ہُوا نامشروع تھا اب بروجہ مشروع بجالائے اور جس نے سعی کرلی تھی رمل نہ کیا تھا وُہ اب کچھ نہ کرے، سعی تو یُوں کہ کرچکا ہے اور رمل یُوں کہ کرتا ہے تو بے سعی واقع ہو گا اور سعی دوبارہ نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ

عہ طواف کامل کے معنے فصل واجبات میں گزرے ۱۲ منہ

(حاشیہ صفحہ ھذا)

عہ[1] قدرتِ الٰہی کا ایک عجیب تماشا ہر کس و ناکس نے منٰے میں ان آنکھوں سے دیکھا ہے جس سے بحمد اللہ حقانیتِ اسلام و معجزۂ باہرہ حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہو۔ منٰی چند پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹی سی جگہ کا نام ہے جس کا عرض تو بہت ہی قلیل ہے اور طول دو میل، سارا رقبہ ایک مربع میل سے بھی کم سمجھئے، یہاں چار پانچ روز تمام حجاج کا ہجوم رہتا ہے، پھر یُوں نہیں جیسے نماز کی صفیں یا مجلس کی گنجائی بلکہ جس طرح شہروں میں بستے ہیں ہزار ہا خیمے، ڈیرے، قناتیں، پردے، ہر ایک اپنی اپنی جُدا منزل میں، پھر اصل آبادی کی عمارتیں علاوہ۔ اور ہم اوپر لکھ آئے کہ کسی سال پندرہ لاکھ سے کم نہیں ہوتے، فقیر جس سال حاضر تھا اٹھارہ لاکھ کی مردم شماری سُننے میں آئی، پھر کبھی نہ دیکھئے گا کہ منٰے بھر گئی یا کسی وقت حاضرین سے تنگ ہوگئی، سب اہلے گہلے بہ فراغت پھیلے، چلتے پھرتے، سوتے، بستے، کام کاج کرتے ہیں، یہ بحمد اللہ صریح تصدیق ہے اس حدیث کی کہ ارشاد ہُوا: "منٰے حاجیوں کے لیے ایسی پھیلتی ہے کہ جیسے ماں کا پیٹ بچّہ کے لیے کہ جتنا بچّہ بڑھتا جاتا ہے ماں کا پیٹ جگہ دیتا ہے[1]۔" اشھد ان الاسلام حق والکفر باطل والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ غفرلہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ طس عن ابی الدرداء حدیث ۳۴۷۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۳۰
درمنثور واذکروا اللہ فی ایام معدودات کے تحت مذکور ہے منشورات آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۱/ ۲۳۵

میں کہ مکروہ ہے۔ روز یازدہم بعد نمازِ ظہر امام کا خطبہ سُن کر متوجہ رمی ہو۔ ان ایام میں رمی جمرہ اولیٰ سے شروع کرے جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے۔ راہ مکہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ بہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے رُو بہ کعبہ بطورِ مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے، مستقبلِ قبلہ ہاتھ دعا میں یُوں اٹھا کر کہ ہتھیلیاں رو بہ قبلہ رہیں حضورِ قلب سے حمد و درود و دُعا و استغفار میں بقدر قراءت سورۂ بقرہ یا کم سے کم بقدارِ تلاوتِ بست آیت مشغول رہے۔

آگے جمرۂ وسطیٰ ہے وہاں بھی ایسا ہی کرے، پھر جمرۂ عقبہ ہے یہاں رمی کرکے نہ ٹھہرے معاً پلٹ آئے، پلٹنے میں دُعا کرے۔ شب دوازدہم یہیں اپنی فرودگاہ پر گزارے، بارھویں تاریخ جمرات ثلاثہ کو بعد زوال اسی طریقے سے رمی کرے ——— اب تا بہ غروبِ آفتاب مختار ہے کہ جانبِ مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل ہے مگر بعد غروب چلا جانا معیوب۔ پس اگر تیرھویں کو بھی ٹھہرا تو اسی طرح رمی جمرات کرکے متوجہ مکہ معظمہ ہو۔ جب وادیِ محصّب میں کہ جنت المعلیٰ کے قریب ہے پہنچے، سواری سے اُتر لے یا بے اُترے کچھ دیر ٹھہر کر مشغولِ دُعا ہو۔ بہتر تو یہ ہے کہ عشاء تک نمازیں یہیں پڑھے، نیند لے کر داخلِ مکہ معظمہ ہو۔ اب اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اولیاء نعمت خصوصاً حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و عترت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کی طرف سے جتنے ہو سکیں عُمرے کرتا رہے، جب عزمِ سفر ہو طوافِ وداع بے رمل و سعی و اضطباع کرے، دو رکعت مطلوب پڑھے، پھر زمزم[1] پر آئے، پانی بہ طریق مذکور پیئے، بدن پر ڈالے،

---

[1] قدرت ربانی کا صریح نمونہ اس مبارک کنوئیں میں ہے، چھوٹا سا کنواں، ذرا سا دَور، اور لاکھوں کا ہجوم، آٹھ پہر میں ایک دم کو پانی تھمنے نہیں پاتا، ہزاروں پیتے ہیں، ہزاروں وضو کرتے ہیں، ہزاروں نہارہے ہیں، ہزاروں مشکیں شہر میں جارہی ہیں، ایک ڈول سرکا دوسرا آیا، یہ ٹلنے نہ پایا کہ تیسرا آیا۔ پھر کوئی بتادے کہ فلاں وقت کنوئیں کا پانی کچھ کمی کر گیا۔ واللہ برکت والے مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا، گہرے سے گہرا کنواں فرض کیجئے اور ایک دن میں پندرہ لاکھ، اٹھارہ لاکھ کا ہجوم اس پر آنے دیجئے، دم کے دم میں سُن لیجئے گا کہ تلی میں خاک بھی نہ رہی۔ ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں زمزم شریف میں ایک زنگی گر کر مرگیا، سب پانی کھینچا تھا، تھک تھک گئے، شل ہوگئے، بہزار مشکل قدرے گھٹا کہ دفعۃً حجرِ اسود کی طرف سے ایک موسلا دھار پرنالہ اس جوش سے گرا کہ آن کی آن میں پھر ویسا ہی کردیا۔ اللہ تعالےٰ کی بے شمار درودیں محمد صلے اللہ تعالےٰ وسلم اور ان کی آل پر ۱۲ منہ غفرلہ۔

پھر رُو بروئے درِ اقدس کھڑا ہو، آستانۂ پاک کو بوسہ دے۔ فلاحِ دارین، قبولِ حج، مغفرتِ ذنوب، توفیقِ حسنِ عود بار بار کی دُعا کرے۔ ملتزم پر آکر بہ نہجِ مذکور غلافِ کعبہ تھام کر چمٹے، تضرع، خشوع، دعا، بکار، ذکر، درود کی جو تکثیر ہو سکے بجالائے، حجرِ مطہر کو بوسہ دے کر اُلٹے پاؤں رُخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بہ نگاہِ حسرت دیکھتا اور فراقِ بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا مسجدِ مقدس کے دروازہ مسمّٰی بہ "باب الحزورہ" سے نکلے پھر بقدرِ استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کر کے متوجہ مدینہ طیبہ ہو۔

حاضریٔ دربارِ دُرربار مدینہ طیّبہ

اس سفر سراپا ظفر میں نیت لحاظِ غیر سے خالص اور درود و ذکر شریف حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نہایت کثرت کرے جب حرمِ مدینہ میں داخل ہو، احسن یہ ہے کہ سواری سے اُتر پڑے، روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچے کئے چلے، ہو سکے تو برہنہ پائی بہتر بلکہ ؎

جائے سراست اینکہ تو پائے می نہی | پائے نہ بینی کہ کجا می نہی
(حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا | ارے سر کا موقع ہے او جانیوالے)

جب نگاہ قُبۂ سعادت و بُرجِ کرامت پر پڑے صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرے۔ جب خاص شہرِ اقدس تک پہنچے قبلِ دخول اور نہ بن پڑے تو بعدِ دخول پیش از حضورِ مسجد وضو ومسواک کرے اور غسل احسن، جامہ سفید پاکیزہ پہنے، نیا بہتر، سُرمہ وخوشبو لگائے مشک افضل۔ جب دروازۂ شہر میں داخل ہو تمام ہمت اپنی تکثیرِ صلوٰۃ وسلام میں مصروف کرے۔ مراقبۂ جلال وجمالِ محبوبِ ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوب جائے۔ اب ان ضروریات وحوائج سے جن کا لگاؤ باعثِ تشویشِ خاطر ہو بسرعتِ تمام فارغ پاکر پہلا کام یہ کرے کہ آستانۂ والا کی طرف بہ نہایت خشوع وخضوع متوجہ ہو۔ اگر رونا نہ آئے رونے کا مُنہ بنائے اور دل کو بہ زور رونے پر لائے۔ اپنی سختیِ دل سے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرے۔ جب درِ مسجد پر حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذنِ حضوری طلب کرتا ہے، پھر دہنا پاؤں پہلے رکھتا سر سے پاؤں تک ادب بنتا داخل ہو۔ اس وقت جو ادب وتعظیم واجب ہے مسلمان کا قلب خود واقف ہے۔ دل وجوارح کو خیالِ غیر وحرکاتِ عبث سے باز رکھے۔ مسجد اقدس کی آرائش و زینتِ ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے۔ اگر کوئی ایسا سامنے آئے جس سے سلام وکلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کر جائے۔ نہ بن پڑے تو قدرِ ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ پھر بھی دل اسی طرف متوجہ ہو۔

زنہار زنہار اس مسجدِ مقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ کہے۔ یقین جان کہ وہ جناب[1] مزار اعطر وانور میں بحیاتِ ظاہری، دنیاوی، حقیقی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے پیش از وفات تھے[2] موت ان کی ایک آن آئی تھی، اور انتقال ان کا صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا۔ ائمہ دین فرماتے ہیں حضور ہمارے ایک ایک قول وفعل بلکہ دل کے خطروں پر مطلع ہیں[3] صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔

اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جائے کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق اجازت دے تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری صرف سورۂ کافرون واخلاص سے بہت تخفیف کے ساتھ، مگر بہ مراعاتِ سُنّت مصلاّئے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم میں جہاں اب وسطِ مسجد میں محراب نبی ہے اور وہاں میسر نہ آئے تو حتی الوسع اس کے نزدیک ادا کرے، بعدہ سجدۂ شکر میں گرے اور دعا مانگے کہ الٰہی! اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ادب نصیب فرما۔

اب وقت وہ آیا کہ منہ اس کامل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ تعالٰے کے محبوب عظیم الشان کی آرام گاہ رفیع المکان ہے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم، گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتا، کانپتا، بید کی طرح تھرتھراتا، ندامتِ گناہ سے عرقِ شرم میں ڈوبا قدم بڑھا، خضوع ووقار وخشوع وانکسار کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کر سوا سجدۂ عبادت کے جو باتِ ادب واجلال میں اکمل ہو بجا لا، حضورِ والا کے پائیں یعنی شرق

ع[1] اس نفیس مقام پر کتاب مستطاب جواہر البیان شریف میں وہ نفحات جاں افروز ونفخات دشمن سوز ہیں جن کی شرح میں فقیر نے کتاب "سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" تحریر کی جسے ان حقائق کی تفصیل دیکھنی منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے اِن شاء اللہ حق کا رنگ رچتا ملے گا اور باطل کا سر کچتا، ذٰلک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ۱۲ منہ

ع[2] علامہ علی قاری نے فرمایا حضور سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں ۱۲ منہ

ع[3] امام علامہ محدث شہاب الدین احمد قسطلانی شارح بخاری نے مواہب لدنیہ اور علامہ ابن الحاج مکی محمد عبدری نے مدخل میں اور ان کے ماسوا اور اکابر علماء نے اس معنی کی تصریح فرمائی ۱۲ منہ غفرلہ

---

[1] شرح مواہب زرقانی المقصد العاشر مطبعہ عامرہ مصر ۸/۳۴۸

[2] المدخل فصل فی زیارۃ القبور دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۵۲

[3] مسلک متقسط مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین ص ۳۳۸

کی سمت سے آئے کہ وُہ جناب مزارِ پُر انوار میں رُو بقبلہ جلوہ فرما ہیں جب تو اس سمت سے حاضر ہوگا حضور کی نگاہِ بیکس پناہ تیری طرف ہوگی اور یہ امر تیرے لیے دوجہاں میں بس ہے ۔

پھر زیرِ قندیل میخ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرۂ مقدسہ میں چہرۂ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بقبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو[1] کہ کتبِ معتمدہ[عہ۱] میں اس معنٰی کی تصریح ہے اور زنہار جالی شریف کے بوسہ ومس سے دُور رہ کہ خلافِ ادب ہے ۔ اب نہایت ہیبت ووقار کے ساتھ مجرا وتسلیم بجالا بہ آوازِ حزیں وصوتِ درد آگیں و دل شرمناک و جگر صد چاک معتدل آواز سے ، نہ نہایت نرم ولپست ، نہ بہت بلند وسخت عرض کر :

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ، السلام علیك یارسول الله ، السلام علیك یاخیر خلق الله ، السلام علیك یاشفیع المذنبین ، السلام علیك وعلٰی اٰلك واصحابك اجمعین[2]

جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو ، صلوٰۃ وسلام کی کثرت کر ، حضور سے اپنے اور اپنے والدین ومشائخ واحباب تمام اہلِ اسلام کے لیے شفاعت مانگ ۔ بار بار عرض کر :

اسئلك الشفاعة یا رسول الله ۔[3]

پھر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی تو بجالا ، عرض کر :

السلام علیك یا رسول الله من عبدك وابن عبدك[عہ۲] احمد رضا بن نقی علی

عہ۱ مثل اختیار شرح مختار وفتاوٰی عالمگیری ولباب وشرح لباب وغیرہا ۱۲ منہ

عہ۲ اطلاقِ عبد بمعنے غلام قطعاً جائز وشائع اور قرآن وحدیث میں واقع ، فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنی کتاب " البارقة الشارقة علٰی مارقة المشارقة " میں اس کی تحقیق مشبع لکھی اور اپنے رسالہ مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم " (۱۳۰۲ھ) میں بھی قدرے توضیح ، اور گیارہ احادیث پر قناعت کی ، یہاں اسی قدر کافی کہ رب الارباب عزجلالہ قرآن عظیم میں فرماتا ہے :

انکحوا الایامٰی منکم والصالحین من نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۶۵

[2] شرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۳۸

[3] " " " " " " " " ص ۳۳۹

يسئلك الشفاعة فاشفع له وللمسلمين۔

فقیر اپنے مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے جو صاحب اس رسالہ پر واقف ہو اور اللہ عزجلالہ حاضریِ روضۂ اقدس عطا فرمائے ان الفاظ کو عرض کرکے ثوابِ جزیل پائیں اور نالائق ننگِ خلائق کو ممنونِ احسان بنائیں۔ اللہ تعالٰی تمہیں دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے آمین!

بعدہٗ ایک گز شرعی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابل چہرۂ انور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑا ہو کر عرض کر:

السلام علیك یا خلیفة رسول الله۔ السلام علیك یا وزیر رسول الله۔ السلام علیك یا صاحب رسول الله فی الغار ورحمة الله وبرکاته۔[1]

پھر اسی قدر ہٹ کر روبروئے جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ قیام کرکے کہہ:

السلام علیك یا امیر المؤمنین۔ السلام علیك یا متمم الاربعین۔ السلام علیك یا عزالاسلام والمسلمین ورحمة الله وبرکاته۔[2]

پھر بقدر نصف گز شرعی کے پلٹ آ، اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کر:

السلام علیك یا صاحبی رسول الله۔ السلام علیکما یا خلیفتی رسول الله۔ السلام علیك یا وزیری رسول الله ورحمة الله وبرکاته۔[3]

ان سب حاضریوں میں بہ جہدِ تمام دعا کرے کہ محلِ قبول ہے، پھر منبرِ اطہر کے قریب آکر دعا کرے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عبادکم و امائکم[4] اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔ (ت)

دیکھو اللہ تعالٰی نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا اگرچہ ہمیں اپنے غلام کو یا عبدی نہ کہنا چاہئے کہ تواضع کے خلاف ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی نہ یہ کہ غلام بھی اپنے آپ کو اپنے آقا کا عبد نہ کہے ۱۲ منہ

---

[1] شرح لباب مع ارشاد الساری باب زیارۃ سید المرسلین دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۳۹

[2] " " " " " " " " "

[3] " " " " " " " " ص ۳۴۰

[4] القرآن ۲۴/ ۳۲

پھر روضۂ منورہ میں یعنی جو جگہ مابین منبرِ انور و روضۂ مطہرہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دُعا کرے۔ اسی طرح مسجد شریف کے ستونوں[1] کے پاس نمازیں پڑھے، دُعائیں مانگے کہ محلِ برکات ہیں، خصوصًا بعض میں خصوصیات خاصہ، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: اس سوادِ جنت آباد کی اقامت غنیمت جانے، جُہد کرے کہ کوئی نفس بیکار نہ گزرے، مسجدِ انور سے ضروریات کے سوا باہر نہ جائے با طہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ دنیوی باتوں، عبث کاموں میں وقت ضائع نہ کرے۔

مسئلہ: ہمیشہ جلوسِ[2] مسجد میں نیتِ اعتکاف رکھے اور روزہ نصیب ہو خصوصًا ایام گرما میں تو

---

[1] حضرت والد قدس سرہٗ نے جواہر البیان شریف میں سات ستونوں کی تفصیل فرمائی قال رضی اللہ تعالٰی عنہ ان میں ایک[1] ستون وہ ہے جو محرابِ مکرم کے دہنی طرف مصلاّئے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی علامت ہے، ستونِ حنانہ اس کے آگے تھا۔ دوسرا[2] استون ام المومنین عائشہ صدیقہ کا کہ امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوں ان میں سے منبر سے جانبِ مشرق تیسرا استون ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی، اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے۔ تیسرا[3] اسطوانۂ توبہ، اور وہ ستونِ عائشہ اور ستونِ ملاصق بر دیوارِ حجرہ کے بیچ میں ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا تھا۔ چوتھا[4] اسطوانۃ السریر کہ جالی شریف سے ملصق ہے اسطوانۂ توبہ سے مشرق کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں[5] ستونِ علی رضی اللہ تعالٰے عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانۂ توبہ کے پیچھے ہے جنابِ مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے۔ چھٹا[6] اسطوانۃ الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانۂ علی کے پیچھے ہے۔ اس میں اور اسطوانۂ توبہ میں صرف ستونِ علی حائل ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے۔ ساتواں اسطوانۃ التہجد کہ بیتِ فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کے پیچھے ہے ۱۲ منہ

[2] روایت مفتٰی بہا پر اعتکاف نفل کے لیے کوئی مقدار معین نہیں ایک لمحہ کا بھی ہو سکتا ہے، نہ اس کے لیے روزہ شرط۔ تو آدمی کو ہر مسجد میں ہر وقت اس کا لحاظ کرنا چاہیے کہ جب داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلے، جب تک رہیگا اعتکاف کا بھی ثواب پائیگا، پھر یہ نیت اسے کچھ پابند نہ کرے گی، جب چاہے باہر آئے اسی وقت اعتکاف ختم ہو جائے گا فان الخروج فی النفل المطلق منہ لا مفسدٌ کما نصوا علیہ (کیونکہ نفل طواف میں مسجد سے نکلنا اعتکاف کا اختتام ہے مفسد نہیں جیسا کہ اس پر تصریح کی گئی ہے۔ ت) لوگ اپنی ناواقفی یا بے خیالی سے اس ثوابِ عظیم کو مفت کھوتے ہیں وفقنا اللہ تعالٰی للحسنات بجاہ سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات آمین ۱۲ منہ

کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔[1]

مسئلہ: یہاں ہر عمل صالح پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہذا عبادات میں جہد لازم، شب بیدار رہے، کھانے پینے کی تقلیل رکھے، قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم تو یہاں اور حطیم[2] کعبہ معظمہ میں کرلے۔

مسئلہ: نظر حجرۂ منورہ وقبہ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف، تو خشوع وادب کے ساتھ اس کی کثرت کرے۔

مسئلہ: پنجگانہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا کرے۔

مسئلہ: جب محاذاتِ گنبدِ اقدس میں گزرے اگرچہ بیرونِ مسجد اگرچہ بیرونِ مدینہ جہاں سے قبۂ کریمہ نظر آئے بے ٹھہرے اور صلوٰۃ وسلام عرض کیے نہ گزرے کہ ترکِ ادب ہے۔

مسئلہ: ترکِ جماعت ہر جگہ بُرا ہے مگر یہاں سخت محرومی، والعیاذ باللہ۔ حدیث[3] میں ہے: جس سے چالیس

---

[1] حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، میرا جو امتی مدینہ کی شدت وسختی پر صبر کرے گا میں روزِ قیامت اس کا شفیع ہوں گا[1] (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ) اور پُر ظاہر کہ روزہ میں شدت ومحنت پر صبر ہوتا ہے خصوصاً بلادِ گرم میں خصوصاً جبکہ موسم گرما ہو۔ خود حدیث میں آیا: الصوم نصف الصبر[2] روزہ آدھا صبر ہے۔

فائدۂ جلیلہ: جن چیزوں پر وعدۂ شفاعت فرمایا گیا جیسے یہ حدیث یا حدیثِ زیارتِ شریفہ یا حدیث موت فی المدینہ یا حدیث سوالِ وسیلہ وغیرہا وہ بحمد اللہ حُسنِ خاتمہ کی بشارتِ جمیلہ ہیں کہ یہاں وعدۂ شفاعت ہے اور وعدۂ حضور وعدۂ ربِ غفور ان اللہ لا یخلف المیعاد[3] (بیشک اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ت) اور کافر کی شفاعت محال، تو لاجرم بشارت فرماتے ہیں کہ سختی مدینہ پر صابر اور حضور پُرنور کا زائر اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا اور حضور کے لیے سوالِ وسیلہ کرنے والا ایمان پر خاتمہ پائے گا والحمد للہ رب العالمین اللھم ارزقنا آمین ۱۲ منہ

[2] کعبہ معظمہ سے متصل جانبِ شمال جو ایک چھوٹی سی دیوار قوسی شکل پر ہے اس کے اندر کی زمین کو حطیم کہتے ہیں اس کا بڑا ٹکڑا بنائے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخلِ کعبہ تھا قریش نے تنگیٔ خرچ کے سبب بنائے جدید میں خارج کر دیا ۱۲ منہ

[3] رواہ الامام احمد فی مسندہ بسند صحیح عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ والحمد للہ رب العٰلمین۔
اسے امام احمد نے بسندِ صحیح اپنی مسند میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے والحمد للہ رب العٰلمین (ت)

---

[1] صحیح مسلم باب الترغیب فی سکنی المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۴
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث رجل من بنی سلیم دار الفکر بیروت ۴/۲۶۰
[3] القرآن ۱۳/۳۱

نمازیں میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لیے دوزخ و نفاق و عذاب سے آزادیاں لکھی جائیں۔[1]

مسئلہ: دیوارِ حجرہ کو مَس نہ کرے نہ اس سے چمٹے بلکہ کم سے کم تین گز شرعی کا فاصلہ رکھے کہ ادب یہی ہے۔

مسئلہ: قبرِ اطہر و اعطر کو ہرگز پیٹھ نہ کرے نماز میں نہ غیر نماز میں۔

مسئلہ: روضۂ انور کا طواف نہ کرے، نہ زمین چومے، نہ پیٹھ مثل رکوع جھکائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

مسئلہ: حسبِ استحسانِ علماء زیارتِ بقیع و اُحد و قبا و دیگر آثارِ شریفہ کا قصد ہو تو ان کی تفصیل کتبِ علماء سے دریافت کرے ورنہ حجرہ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کون سی دولت ہے اللہ تعالٰی دُنیا و آخرت میں ان کا قُرب عطا فرمائے، آمین۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تمت الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ شرح الجوھرۃ المضیۃ، والحمد للہ۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل   مروی از انس بن مالک رضی اللہ عنہ   دار الفکر بیروت   ۳/ ۱۵۵